

گیان کا امرت

ہنس کوئی ہرگز اٹھاتا کسی کو
تین کوئی ہرگز مٹاتا کسی کو
گرانے ہمیشہ ہیں اعمال اپنے
اٹھاتے ہمیشہ ہیں افعال اپنے

گیان مُنتی

شیخ کرم دردان ہے

کرم تو جیسا کے گا ویسا ہی پھل پائیا
بودا ہے بیج پیسے ویسا ہی پھل کھائیا
تہر کے جب بیج بوئے کسریح امرت لے
دکھ دے کر سوچ لے تو کسی طرح اٹھایا
بو جبلاتا ہے کسی کو خود بھی ملتا ہے خدا
خوش رہیکا کس طرح؟ گر غیر کو تو پانے کا
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ظالموں کو ہے کبھی
ظلہ ہے اک آگ بیشن۔ سوچ لے سرچا ہیکا
رفعتا ہتے یوں؟ کسی کی تندی کے پھول کو
کیوں اکڑتا؟ تیرا یوں پشپ بھی مرحلا ہیکا
کرم گر ہوں نیک بھر تو پھل ہی ملائیکت
کرم گر کھوٹے کر دیا بھر سدا پختا نے گا

شیخ کرم دردان ہے اور سوت ہے لکھ شانتی کا
ایک دن منی گیان شیخ کو موکش پر پہنچا بیکا

(رجحان پر نہنگ پر سی نعمانہ درجیا)

۶

گیان کا امرت

پروجن کار

جین دھرم دواکر ساہنے رتن جین آگم رتنا کراچاری سرٹ
پوجیہ شری ناتارام جی مہاراج
کے سو ششیہ پرسدھ وکتا پنڈت رتن شری گیان میں جی مہاراج اور ان کے
سیرا بھاوی ششیہ شری وکھجوت منی جی مہاراج کا چتر ماس اصال جین اپنے
نگر میں کرداتے کام سوچا گید ملا۔ یہ سچائی ہے کہ پرتماس گھنٹہ کے درجے کا رات
بیان تک ناپڑا۔ لیکن یہ درد ہمارے درد کو روکنے کا سبب ہے جیسا۔ اس
پرتماس میں مہاراج شری نے جین سدهانت سکریم واد کی گھرائی کا خدا صدر
انتہ سری شبدول میں کیا ہے کہ ان کی اونچی اڑان کو دیکھ کر ختنا عرش
کا ٹھنڈی بھنی رکھیا کہ مہاراج شری نے یہ کتاب لکھ کر کم سدهانت کو ٹھنڈی
مارتے ہوئے دریا کو گزے میں بند کر کے رکھ دیا ہے۔ دال و پیٹھی گنگا رام
جی جین صرات نے ”گیان امرت“ یہ کتاب اپنی لائست سے چھوکر کرم واد کے
گھر سدهانت کر آپ لوگوں تک پہنچانے کی بڑی فرائی دلی دھکائی ہے۔ ان
کی مدد دلت جین سماج کھڑ عرصے سے لابھ اٹھاری ہے۔

اس کتاب کا مردود زبان میں لائے کافروں سہاسن قابل تعلیم ہاں لوگ ماسٹر نیا لال جی جین
کوئے ماسٹر جی کھڑ کے ایک توکن میں اور بہت پرانے سیوا دار میں اپنے عرصہ پیاسا
مال تک اطور سیدھی جین سماج کھڑ سیوا اکی ہے اور اسیں میں یعنی میاں
کی ایک دیکھوٹکی اور جینید گور و کلی نیچکو لہ کی میگن بھنی کے عقاب میر جی دھہنے۔
جین سماج کھڑ قدر ہیہ پرسدھ وکتا پنڈت رتن شری گیان جنہی مہاراج کا
ہر دیر سے اخباری ہے جنہوں نے پرتماس میں لگاؤ ان مہاراج کی کرن فضی کوئٹا کرنا
ہمیں مستغیر کیا۔ دال و پیٹھی گنگا رام جی مہاراج اور ماسٹر نیا لال صاحب جین کے
بھی شکر گرد اسی صحنوں نے اس کتاب کو عام لوگوں تک پہنچانے کی کریا کی ہے۔
بالوارام جین پرندیہ یہی تھا۔ ایں ایں جین سچا۔ کھڑ

پرکاشک

ایں ایں جین سچا کھڑ

پکرم سمت 2025 نہادیت 2496 قیمت 80 پر

માસ્ટર પન્ના લાલ જી જૈન રિટાર્ડ ટીવર ખરડુ



जिन्होंने इस पुस्तक का उद्घाटन में अनुवाद किया है।

ب

دھनિયા

મારી ખુશ ફોટો સે હિન વચ્ચે દાક રાં ચારી સેરાત પુંજિ શરી આત્મામ જી મારા
ક્રિસ્ટિન પ્રસદ હ ક્રિતા નિઃચુદ રિન શરી ગીયાન મુજિ જી મારાજ આરાન કે
સેરા જાબડી શન્વીન શરી હુદ્દીત મની જી જી મારાજ કા જીત માસ એસાલ હીસ એચે
નારીન કરા લે કા સોહીયા ગીર માન યે સ્પાન્ગ હેચે ક્રી પેર્ષનાસ હુદ્દીને કે વઢ દેખે કાન
માન તુંબાના. હીન યે કે દુદ કે દુર્ક્રિયા કા સેરીન ગીન લીના. એસ
એસ જી મારાજ શરી નીચુન સેહાન્ત ક્રીકરમ વાડકી ક્રીકરાઈ કા ખાનામે
અન્ધરી પાંદડુણી ક્રીસે રાન કી ઓપી આન કો દુદી ક્રીક્રીતા શુશેષ
ક્રીસુધી. ક્રીસ ક્રીમાનાંની લે રહ્યાના લાન્કા ક્રીક્રી ક્રીમ સેહાન્ત કે એચીન
દુર્ક્રિયા નું ક્રીસ ની શુદ્ધ કે દુર્ક્રિયા યે દાન વીરિયીન ક્રીક્રીલામ
એસ્પાન્ગ હુદ્દીન ક્રીસ ક્રીમ સેહાન્ત કે એસ્પાન્ગ ક્રીમ ધાડકે
એસ્પાન્ગ હુદ્દીન એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ ક્રીસ ક્રીમ હુદ્દી ડ્ફ્ફાની હે. એન
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ ની ક્રીસ ની એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
ક્રીપ્ટી ક્રીપ્ટી એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
ક્રીપ્ટી એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
ક્રીપ્ટી એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.
એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ. એસ્પાન્ગ એસ્પાન્ગ.

ایک نظر ادھر جنی

اُج مجھے دل خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں ایک نیئی کتاب کا ترجمہ کیا ہے جو روما
کی روشنی میں رہنے والے لوگوں کے کام کرتے والی مزی ہے۔ اس دُنیا میں جو جی رنگ
برنگا ماحول نظر آتا ہے اس کے ساتھ ایک طاقت کام کر رہی ہے کہو لوگ اسے
الشیور کے نام سے پکارتے ہیں لیکن جن دھرم اُس شکاری کو کرم کے نام سے لکھتا
ہے ان کو مدن کی بھی ہر چیز کی تباہ کو مصنوع تھے کہ سرل اور، مان طریق
سے لے جایا ہے۔ وہ اس کتاب میں آپ کو دیکھنے کو ملیکا۔

آج ایر سمراث پُر جی شری اتمارام جی ہمارا ج کے سو شیشہ پرسدھ و کتابنیڈٹ ان
شری گیان مُنی جی ہے راج کا چڑیاں اسال کھڑیں لہو ہمارا ج خری اپنے یادوں
میں زیادہ لازم فلامسی پر زرد دیتے تھے اور فرمایا کہ تھے۔ اے دُنیا کے لوگوں میں
کے آکاش پاتال جھان ڈالا۔ اس نے حیرت انگیز محبر دکھا کر انسان کو حرف
میں ڈال دیا ہے لیکن اس نے اپنے آپ کو ہتھیں پھانیا۔ اپنے اندر کی جھانکی کو ہتھیں جھانجا
یقین شاعر ہے گد گدایا ہست پہاڑ تے کوئی کانٹا نگر کلی نہ پُوا
اصل تک پُنج ٹھیکین آدمی آدمی۔ نہ پُوا

میں اپنے کو خوش نصیب بھٹاکیں کر مجھے ہمارا ج شری کے ویا کھاناں میں فرستہ
ہے اور سندھی میں لکھمبوئے کم فلامسی کے بھاشنوں کو اندھیں لکھنے کا موقع ملا ہے
میں بھٹا ہوں کہ ایک اس کتاب کے پڑھنے سے خاص آئندہ رامیت ہو گا اور کوئی کی
پک ڈنڈایا کس طرح پا رکنی ہیں۔ اس کا حل آپس کتابیں پانچیں۔ جیان کا اتر
میں قلمبند پرسدھ و کتابنیڈٹ رتن شری گیان مُنی جی ہمارا ج کی امرت اول گیان
بھری باہی کا لامبیر کرنے میں کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے تو مجھ کو ایک ناچز سیوک جاتک کشا کجھے
سیدھا لکھا رام جی صاحب ہزاد کاشتکر گز ارسوں جنکی وجہ سبھے اس کتاب کا نام
کر لے کا اجی ر حاصل ہوا۔ پنا لال جنین ڈیا اور ڈیچر کھڑ

प्रसिद्ध वक्ता पंडित रत्न श्री श्री १००८
श्री ज्ञान मुनि जी महाराज



हाथ के संकेत से भक्त जनों का बन्दन के उत्तर में आर्शीवाद देते हुये।

پرسنڈھوکتائپڑت تن شری گیان مُنی جی، ہمارا جے کی لصنتقامت

(۱) شری ہیپاک سوت رہنی بھاشا نیکاسیت) رہن پرشنوں کے اُتر۔
(سوال و جواب) پہلا حصہ رسی پرشنوں کے اُتر (سوال و جواب) دوسرے حصہ
(۲) بھگوان ہمادیر کے پانچ سیحانات (۳) سختاںک رسی اور تیرہ سیخے۔
(۴) سامانک سوت رہنی بھاشا نیکاسیت (۵) دیپ مala اور بھگوان ہماک
(۶) دیپک کے امر سندریش (۷) سمعتی پریپ سکیوں اور کیسے؟

لاؤ جیون بھائی رسوائخ عمری گئی شری اودے چند جی ہمارا جے)
(۸) آچاریہ سمراث رہ دا بخ عمری جین دھرم دواکر آچاریہ سمراث پوجی شری
آتمارام جی ہمارا جے (۹) سرتاکے جہاں سوت رسوائخ عمری آچاریہ سمراث
شری فقیر حنید جی ہمارا جے (۱۰) رشی در آندہ رسوائخ عمری آچاریہ سمراث
پوجیہ شری آندہ رشی جی ہمارا جے) (۱۱) بھگوان ہمادیر اور دشت نتی امندی
اُردہ۔ پنجابی اور انگریزی) (۱۲) گیان سرور راجھن سنگھ (۱۳) گیان ننگا
(۱۴) سنگھ اردو) (۱۵) سامانک سوت لاںدو شب۔ ارچہ سمیت
(۱۶) گیان بھرے (بے ردوہل کا سنگھ) (۱۷) شری امانت گڑھ سوت
(۱۸) سمراث پوجی شری آتمارام جی ہمارا جے سوت گراہ سوتھہ کھپاٹی
(۱۹) پاکستھن دیگر (سنگھ اردو) (۲۰) گیان کا امرت راٹھکر بڑی
کی لشکر (اردو)

پسندھوکتائپڑت شری آتمارام جین پکاش سہی جستھا ملکہزاد

سکھ اور زندگی

بندھوؤا!

النافی دُنیا کا ہی نہیں جب ہم پر انی جگت کا مُطا لعہ کرتے ہیں
تو ایک سنتیہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ وہ سنتیہ ہے ”سُکھوں کی ابلافتا“
زندگی چھوٹی ہو یا بڑی اس سے کچھ فرق نہیں رہتا۔ سُکھ کی تمنا یعنی سکھ
کی خداہش ہر زندگی کے اندر ہے گا۔ اور تو اور سورگ لوک کا اندر جو
کُسکھوں کا گھر سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی سمجھ کا متادشی ہے۔ کہتے ہیں ایک بار
سورگ لوک کا اندر نہیں پہنچا آیا۔ جب کبھی غریب کو راجہ اندر کے آنے
کی خبر مل تو وہ بھاگا ہو اور ہاں پہنچا۔ اُس نے کہا۔ دیور اچھا بیس نہ ہے۔
کہ آپ سورگ کے باو شاہ ہیں۔ سُکھ کا دیوتا آپ کے چرنوں کا غلام ہے۔
اوہ نخشش آپ کی زندگی کی خاصیت ہے۔ تختہ سے تخت پر پہنچانا آپ
کے صرف اشارے پر ممکن ہے۔ اور میں نے یہ بھی سنانہ کہ آپ کے دربار
سے آج تک کوئی خالی نہیں لیا۔ آپ سب کی مراد یہ پوری کرتے ہیں۔ آج
یہ بھی ایک چھوٹی سی مراد لیکر آیا ہوں۔
نہایہ تیرے درستے کوئی خالی نہیں جاتا۔ چلو کیا رہ گے لاما ہے۔ تقدیر و یکجہ نہیں ہے۔

امید ہی نہیں سچتہ وندوسن ہے کہیری جھوٹی میں خیر ضرور پڑے گی مُراد جھیت
لبھی چوڑی نہیں بس اتنی سی۔ لگ سوئی کی نوک پر آنے والامیر اُدکہ آپ نے
لین اور اُس کے بدے سوئی کی نوک پر آنبوالا سکھ مجھے دینے کی کراکریں یہ
کیوں ہمارا جامیری تمنا پوری ہو گی؟ دیوار اج سنتہ ہی تسلماً اٹھے جسے
میں نے سوچا تھا۔ کوئی خاص بات کہنے نکا ہے۔ پر تو سکھے مانگتا ہے۔
پلکے سکھ دینے کی چیز نہیں وہ تو لینے کی چیز ہے۔ میں تو خود سکھ کا ملتاشی
ہوں۔ سکھ کی مُراد اور تمنا لیکر ہی ادھر آیا ہوں۔ چل بھاگ یہاں سے۔
کہیں اور جا کر الکھ جگا۔ غرضیک سکھوں کے بھنڈا راموسوگ کی بادہرت
کامک ہونے پر بھی اندر سوئی کی نوک پر آنبوالا سکھ کسی کو دے نہ سکا۔
اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا کا ہر فرد بشر سکھ اور رام کھیٹے بے چین
ہے۔ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔

سکھ سب پلاہتے ہیں پر اس کی پر اپنی کیسے ہو سکتی ہے؟
یہی سوال ایک بار جین دھرم کے چھبوسوں نے فکر منفلک تھور قی
بھکلوان مہاہیر کے ساتھے اُن کے پر دھان مششیہ کو تم جی ہمارا جن کیا تنا
بھکلوان کو تم۔ بھکلوان ہمالو بر کے سب سے بڑے مششیہ تھے اور جو خدا
ہمارا جن دھوکا اُن کی سر پرستی میں رہتے تھے۔ پر اپنے زمانے کے ملے تجھے
بلاہن وروان تھے۔ میں بھکلوان ہماہیر کی پایا۔ بھری کشیش نظریں
پڑا جھوٹ کو ایک بیماری تھی۔ یا اور یہ بھکلوان کے پھر نوں میں شاہزادہ
سکھ۔ یا کہ جوں اپنے اس تحریف کی۔ بھجوں بالہساڑ کو اچھی طرح جس

دیکھا ہے اور گھر اپنی کے ساتھ اس کا مُرطا نصر کیا ہے۔ پتہ چلا کہ دکھوں کی
اُن سب جگہ جمل رہی ہے۔ کوئی لھر ایسا نہیں ہے۔ جہاں اس اُن کی تپش
نہ ہے صحی ہو۔ انسانوں کی چلتی پھر قیمتی مورتیاں نظر آتی ہیں۔ یہ سب
اکر دکھوں کی تھا دیکھ دی جائیں تو مبالغہ نہ ہو گا۔ سمجھوں گوتم کے
اسی خیال کو اُر دوڑہ بان کاشاعریگی بیان کرتا ہے۔

ہر بشر اس کا محیط شکوہ تقدير ہے
پتہ اسیں چمن کی درد کی تصیر ہے
دوسراء شاعر کہتا ہے:-

نماہ کھونج کو دیکھا گر سکھ نہ کہیں پایا
جسے سمجھتے قسم راضی دھی رہ مانظر آیا

بھکون گوتم پھر بیٹے۔ ہمارا جیسے سنسار جو دکھوں کی اُن سے جمل رہا
ہے اس کا اصلی کارن کیا ہے؟ آیا بھکو ان سنسار میں دکھوں کی
در حقا کر رہے ہیں یا دیگر کی دیوتا انسانی دنیا کو پریتیان کر رہے ہیں در میں
ان دکھوں کی ماں کوں ہے۔ پر وکھ پیدا الہاں سے ہوتے ہیں۔
آسمان سے بہتے ہوئے یہ نظر نہیں آتے پاتال سے نکلتے ہوئے یہ
دکھاٹی نہیں دیتے۔ پھر ان کی پسیدا الش کیسے ہوتی ہے۔ آج یہ جانش
کی اچھا لیکر آپ شری کے چند نوں میں حاضر ہوا ہوں۔ دکھوں کے اکٹھ
رہے جھینکر طمان کو کوئی لارہا ہے۔ یہ سمجھانے کی کہ پاکریں بھکون
اپنے پر وہاں مششیہ شری گوتم پریمہا را جیسا سوال پختن کر

پچھا نے کے کوئی اور جارہ نہیں رہتا۔ الگ ملش کا اپنا کرم نیک ہوتا منسار کی جتنی بھی طاقتیں ہیں وہ ملش کو کبھی پریشان نہیں کر سکتی۔ کرم کی خوبی انسان کو خراب کرتی ہے۔ جب کرم کیا جاتا ہے۔ اُس وقت اُس کے پھل کی طرف دھیان کریا جائے تو آدمی کرم سے پیدا ہونیوالی مصیبت سے بچ سکتا ہے۔ مگر جیون کے وکاروں میں یہ انسان اپنی ہو جاتا ہے کہ کرم کرم کرتے وقت اُس سے ملنے والے پھل کو دماغ سے بھلا دلتا ہے۔ حقاً آدمی پاپ کے پھل سے ڈرتا ہے اتنا ہی الگ وہ پاپ سے ڈرتے لدھلتے تو اس کی تمام الجھیں ختم ہو سکتی ہیں۔ پاپ کرتے جانا اور پھر اُس کے پھل سے ڈرنا یہ کوئی والش مندانہ فعل نہیں ہے۔ جیسے کہ جان کوئی ہے اور خود ہی اُس میں پھنس جاتی ہے۔ اسی طرح کرموں کے جائے انسان خود بنتا ہے اور خود ہی اُس پر سمجھنے کر دکھنے ہوتا ہے۔

جس سوت ہم اس منسار کو گہرائی سے دیکھتے ہیں تو انسان کے جتنے بھی چندے۔ پہنچے۔ درنہ کے دیگر ہو جبھی جیو ہیں ان سب میں انسان کو افضل مرتبہ حاصل ہے۔ یہ بھگوان کا پر قدر ہے جو انسان کی ماناجاتا ہے۔ ویسا بھی اس کی طاقتیوں سے کافیتے ہیں۔ یہ وہ طاقت ہے جو موکش کے دروازوں کو کھول کر آٹا کر پر ماتما بناسکتی ہے۔ مگر آج یہ اپنی فضیلت اور بلندی کو بھول گیا ہے۔ جس طرح شیر کا بچہ بھڑکوں میں پرورش پاکر آپ کو بھول بھٹکتا ہے۔ ویسا ہی حالت اچ انسان کی ہے۔ اُس نے اپنے کو بھلا دیا۔ تیر ہو کر گیدڑ بن بیٹھا ہے۔ مٹھا کر ہو کر پچھا ری بن گیا ہے۔

دیا کے ساگر منگل مور قیشر من بھگوان مہا دیر فرمانے لگے۔ کوئم ازندگی میں جو شکھ اوڑ دکھ کا چکر چلتا ہے۔ جیوں کبھی شکھی اور کبھی دکھی ہوتا ہے۔ اس کا کارن نہ کوئی بھگوان ہے۔ اور نہ کوئی دیلوی دیلوت ہے۔ جس پرم پتا پر ماتما کا نام لیکر من کا شنشا۔ دُور ہوتا ہے اور من میں شناختی اور شکھ کا سنجار ہوتا ہے۔ وہ پرماتما انسانی دُنیا کو آگ میں جلاتا ہے۔ سبھوں کا لاکر لوگوں کی آبا ذرندگی کو برپا دکرتا ہے۔ دودھ مونت کی گود میں سلا دیتا ہے۔ کبھی ہو جھی اچھی طرح نہ کھائی ہے۔ موت کی گود میں سلا دیتا ہے۔ پرماتما انسانی سکتا۔ چندن اور آگ دونوں کا میل کیسا ہے پر کاش اور کوڈ کوڈ سے بیہی باکل ناٹھن بات ہے۔ بھگوان مہا دیر کے نظر یہ کوئی آج کاش اور یوں پیش کرتا ہے۔

رام کو جو کوارے نہیں مارے سو نہیں رام

آپ ہی آپ صراحتا کر کر کھوٹے کام

بھگوان مہا دیر فرمانے لگے۔ کوئم ادیلوی دیلوت اکھی مہول روپ سے دکھ نہیں دے پاتے اور دکھ نہ آکا شے سے برستا ہے اور نہ پاتال پھوٹکر نکلتا ہے۔ بلکہ دکھوں کا مہول کارن انسان کا اپنا کرم ہے۔ اپنا فعل ہے۔ عمل ہے۔ اپنے ہی کرموں کے کارن انسان مکھوں کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اور پھر سوائے تلمذانے اور

چالات اتنی طھر جھکی ہے جس کو بیان کرنے میں زبان قاصر ہے۔ کتنی بخوبی
کی بات ہے کہ انسان غلطیاں خود کرتا ہے۔ میراثی کے بیچ خود بتنا ہے
یقین بیڑاں کی زندگی کے خرمن کو خود نظر آتش کرتا ہے مگر ان بدفلوں
کی تمام تر ذمہ داری اپنے پر نہ ڈال کر بھلوان پر ڈال دیتا ہے۔ شاعر نے
اس سچائی کو کہتے شاندار و صنگ سے پیش کیا ہے۔

ہنسی آتی ہے مجھے حضرت انسان پر
فحل بد تو خود کے لعنت کرے شیطان پر

اگر ہم سنجدگی سے وچار کرس تو یہ قبول کرنا پڑتا ہے۔ کہ زندگی میں بوجھی
حشکھ دھکھ کا پھر چلتا ہے اس کی ذمہ داری نہ بھکواں پر ہے نہ کسی دلوی دیوتا
پر بلکہ انسان خود اس کا ذمہ دار ہے۔ جیسا بھی وہ کرم کرتا ہے اس کی طلاق
اُس کا جھستان اُس سے کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ گھومن بننے سے گھومن ملتا ہے
اوڑھوئے سے جو۔ اسی طرح آسموں کے بیچ بوجرام حاصل کئے جاتے ہیں
ایسا نہیں ہو سکتا کہ کیکر کے بیچ بوجرام حاصل کئے جائیں
بوئے پتھر بجور کے آم کیاں تے کھائے

خڑھیکہ جیسے کرم ہونجے ویسا پھل ٹیکا پنجابی شاعر کے نظفوں میں۔

کرم منش بوجیسا کری ویسا ہی پھل پاسی
بیجو گابو اک دے بولے آم کیاں تے کھائی

اُسی اُسی جگہ اور کہا کیا ہے۔ اس سے ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کرم ہی
انسان کے ہیون کو چلاتا ہے۔ کھا رکے چاک کو جیسے اس کا دل نہ گھٹا

ہے۔ ایسے ہی جیون روپی چاک کو گھانے والی طاقت کرم ہے۔ جب تک گھٹی
کو چابی نہ دی جائے وہ چل نہیں سکتی چابی سے ہی گھٹری اپنا کام کرتی ہے
اسی طرح کرموں کی چابی زندگی کی گھٹری کو چلاتی ہے۔ لہذا کرم چکر کی ذمہ
داری پر ماتما یا کسی دیلوی دیوتا پر ڈالنا مناسب نہیں۔ انسان خود اس کا
ذمہ دار ہے۔ انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ چنان یہ اونچائی سے سچ
سکتا ہے۔ اتنا اور کوئی نہیں۔ مگر کرموں کا چکر ہے کہ محمد اہو کہیں بے بھجن
بیٹھادا ہو کر نادان بن گیا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یہاں کی ساختے
نیکی کا بدله نیک ہے۔ بد سے بدی کی بات لے
میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول نے پھل پات لے
آرام دے آرام لے اُدھر درد شے آفات لے
کل یہ نہیں کریں کہیں کہیں بیمار دن کو دے اور رات
یہ خوب سودا قد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

زندگی میں موسم بہار یا خزان کے جو دن دیکھنے میں آتے ہیں میں اس کے پیچے
کرم کی ہی طاقت کام کرتی ہے۔

اُڑاد صین سوڑ کے ۳۷ ویں اور صین کی پہلی گاٹھا میں بھلوان ہمارے
نے اپنے پر دیاں مشش گو تم کے سامنے کرموں کی نسلتی کا ورن کرتے ہوئے

ایک دن فرمایا تھا۔ رہیں ایک دوست ہے
لے کر رہا ہے

ہوا امیر ہو۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ بچہ ہو یا بڑھا۔ فیکر ہو یا شہنشاہ رہتے
کرم کی شکل کے آگے سر جھوٹائے ہیں اور سر جھوٹانے پڑتے ہیں۔ اس لئے
ہمیں کہوں کے جال سے سدا بچا چاہئے۔

شکھی رہیں سب جنت میں ڈکھ نہ آؤ سے پاس
”گیان منی“ یعنی بجاونا۔ رہے سدا ار داس

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کرم کیا ہے؟ کرم کیسے کہتے ہیں؟ کرم
کیسے پر کار کا ہے؟ کرم پھل کیسے دیتے ہیں۔ اب ان سب سوالوں
کے بارے میں آپ کے سامنے کچھ باقیں رکھی جائیں گی۔ جن سے
ان سوالات کا جواب مل جائیں گا۔

کرم کہتے ہیں کہے۔ پھل کیسے یہ دیتے
”گیان منی“ اس کرم سے رہنا ہو کر چیت

کرم کیا ہے؟

دھرم پر یہی سمجھنوں۔ آج ہمارے سامنے ایک سوال ہے کہ
کرم کیا ہے؟ کرم کیسے کہتے ہیں۔ کرم کی روپ ریکھا کیا ہے۔ آج اس
سبندھ میں کچھ وچار پیش کئے جائیں گے۔ عام طور پر کرم ”ثبد“
کے معنی کہ یا کیا جاتا ہے۔ دید دس سے لیکر ہر اہن کاں تک جتنے

لیعنی کہوں سے بندھا ہو ای جیو سنسار میں انیک پر کار کے روپ ہارن
کرتا ہے۔ کہوں کی پر دلت ہی ای جیو کبھی انسان بنتا ہے۔ کبھی حیوان بنتا
ہے۔ چیزوں کی۔ کیڑا۔ کوڑا۔ کاشی مچھر اسان پر جھوٹا۔ شیر بالکہ وہیوں جتنی بھی
لیںیاں پائی جاتی ہیں ان سب کی پر اپنی کہوں کے کارن ہی ہوتی
ہے۔ دکھوں کے اس جال میں اس جو کرم ہی الچھاتا ہے جیسے فٹ
بال کے میدان میں فٹ بال دگیند، کبھی ادھر بھی اور ادھر ٹھوکریں کھاتی پھرتی
ہے۔ اسی طرح یہ جیو بھی کہوں سے بندھا ہو اسنسار روپی گراڈیں میں
اندازی کاں سے ٹھوکریں کھاتا چلا اور ہاہنے۔ تو کساورگ (دوزخ یا ہشت)
یہ سب حالتیں درجہ درجہ میں کرم کی پر دلت ملتی ہیں۔ بھگوان جہادرنے
اپنے سجنده میں اپنی سندربات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

हरगز دل کے لئے نہ سر سر
ہرگز دل کے لئے اس کا دل
(درآزاد ہیں سوترا ص ۲۳۴)

لیعنی یہ جیو آتنا اپنے کئے ہوئے کرم کے مطابق کبھی فرشتوں کی دُنیا میں پیدا
ہوتا ہے کبھی دوزخ کی بھی میں جلتا ہے۔ اور کبھی راکھشوں کے سنسار
میں جنم لیتا ہے۔ سخنیک اس جیو آتنا کی جتنی بھی شکلیں نظر آتی ہیں ان کے
دیکھ کرم کی ہی طاقت کام کرتی ہے۔ کرم کے علاوہ ز بھگوان اس میں
دخل اندازی کرتا ہے۔ اور نہ اس میں کبھی دیوبی دیوتا کا کوئی ہاتھ ہے
کرم کی شکتی ہی سنسار کے ناہک کا شوت و صار ہے۔ جس کے آگے غریباً

بھی وید ک گرنچھ ہیں۔ اُن سب میں اسی ارتھ لیعنی کرم کے اسی معنی کو قبول کیا گیا ہے۔ یکیہ دیغیرہ انسانوں کے لئے جو کہیا ایش (کاریہ) کہتے جاتے ہیں۔ سب کرم کہلاتے ہیں۔ کام دھندے کے ارتھ میں بھی کرم شبد کا استعمال ہوتا ہے۔ کھانا پینا چلنا پھرنا دیغیرہ سب کام کرم کے نام سے پکارے جلتے ہیں۔ بیرونی گرنچوں کے لائے والے پڑھن دیغیرہ چاروں درنوں اور پہنم چریہ دیغیرہ چاروں آشروں کے لئے قائم کئے گئے کاریوں کے لئے کرم شبد کا استعمال کرنے ہیں اور کرم کے شبد کا، دیا کرن بنانے والے کرتا جس کو اپنی کریا کے دروازہ پستا کرنا چاہتا ہے اس ارتھ میں بھی پریوگ کرتے ہیں۔ جیں سد و حامت میں بھی کرم کو کریا مانا ہے۔ لیکن جیں درشن صرف اسی ارتھ کو قبول نہیں کرتا۔ جیں درشن کا وشواس ہے کہ جب دل میں کسی طرح کی حرکت ہوتی ہے تو باہر کے پرانو آنکھی طرف پیچھے کر آتا سے جوڑ جاتے ہیں۔ آنکھ سے جوڑ ہوئے وہ پرانو جو جیں درشم کے خیال سے کرم لئے گئے ہیں میں لئے جیں درشن نے کریوں کے درجید کر دیئے ہیں۔

پہلا درویہ کرم دوسرا بھاد کرم۔ جیو آنکھی دچار دھمار۔ سنکلب و کلب سب بھاد کرم ملنے جاتے ہیں اور بھاد کرم سے کھنچ کر جو پرانو آنکھ سے جوڑتے ہیں وہ سبادر دیہ کرم ہیں۔ آنکھ پرانوں سے کیسے کھنچتی ہے۔ اس سوال کا جواب

دنبا بھی ہڑوری ہے۔ جیسے کہ ابھی کے اندر پڑے ام بلتے گھی میں ڈالی بھوٹی پر ای کھی کو کھنچ لیتی ہے اپنے میں جذب کر لیتی ہے۔ اور جس طرح مقنالیس چنکیک پتھر، تو ہے کہ اپنی طرف کھنچ لیتا ہے۔ اسی طرح یہ جیو سنکلب اور وکلب کی دنیا میں پیچ کر آتا اس پاس کے پرانوں کو کھنچ لیتا ہے اور وکلب کے آدھار پر جیو پرانوں کو کھنچتا ہے۔ جیں درشن اُسے بھاد کرم مانتا ہے۔ اور جو پرانو کھنچ کر آتا کے ساتھ چھٹ جاتے ہیں درویہ مانو درویہ کرم کہلاتے ہیں۔ اسی لئے کہ موس کو جوڑ (ربے جان) مانا گیا ہے۔ سوال ہو سکتا ہے کہ کرم کوئی چڑھتے۔ اس میں کیا دلیل ہے۔ اسی کا جواب بھی ہستے۔ یہ دنیا ایک رنگ پیچ (سیطح) ہے۔ یہاں مختلف قسم کے ایک طرف پاتر، ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ان میں کوئی ایمیر ہے۔ کوئی مزیب ہے۔ کوئی بلوان ہے کوئی نربل۔ کوئی ہر دو ان ہے۔ تو کوئی ان پڑھ کوئی تند رست ہے کوئی روکی۔ کہا کا ہر جگہ اشتقبال ہوتا ہے۔ اور لوگ تالیاں بھاکر اسی کا سو اگٹ کرتے ہیں۔ کسی کو نظر کی نکاح سے دیکھا جاتا ہے۔ اور گھبیک (والپس جاؤ) کیکر زیل کیا جاتا ہے۔ کسی کے درشن کے لئے لوگ ترسنے ہیں اور کسی کوئی پھر ط آنکھ سے دیکھنا بھی پسند نہیں کرنا۔ کوئی دانے دانے کا متحار ہے اور کسی کو اتنی خواراک ملتی ہے کہ بد پہنچی درویہ کرنے کیلئے واکردوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ایک نو در دیکھنے خوبصورت آنکھیں لے کر

اس نظم میں بھی ہی ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اب دنیا میں جتنے بھی پاتر بلجتے ہیں مان کے اندر جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ آخر اس فرق کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہے۔ بنا و جم کے یہ اختلاف کبھی ہو نہیں سکتا جیسے دوسرے نے اس اختلاف کا کاروں کرم مانا ہے۔ جھگوان جہادیر کا کہنا ہے کہ کرم ہی سنسار میں اس بھروسے کو انیک شکلوں میں بدلتا رہتا ہے۔ اور مختلف رنگوں سے زندگا رہتا ہے۔

مندرجہ بالا اختلاف کے علاوہ سماج میں اور قسم کی فرمائش (فرق) بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ آر تھک اور سماجک و مشتملاؤں کو چور کر تھر رقی و مشتملیں بھی ہیں۔ جب سب میں ایک سماجیو آٹھاںوں کرتا ہے تب ملش لپشو پکشی کیڑا مکوڑا دیغرو کے مختلف شریروں اور اُن کے سکھ دکھ دیغرو میں فرقا یکوں ہے؟ اس کا بھی تو کوئی کارن ہونا چاہتے۔ بنا کارن کے کاریہ نہیں ہو پاتا۔ کچھ دو گوں کا خیال ہے:-

کرے کر اوئے آپے آپ نہیں کچھ را تھے
ایسے دو گوں کا کہنا ہے کہ سنسار میں جو بھی کچھ ہو رہا ہے یہ سب پر ماننا کی مردی سے ہو رہا ہے پر ماننا ہی سب کچھ کر رہا ہے۔ وہی مزرا اور جزا دیتا ہے۔ اور جتنے بھی جسمانی۔ دماغی۔ اخلاقی اور آر تھک اختلافات پائے جاتے ہیں وہ سب اُسی کی بدلتی ہیں۔ مگر جیسے دھرم اس بات کو ماننے سے انکار کرتا ہے۔ اُس کا دشواں ہے کہ

اس دنیا میں آتا ہے۔ ایک کے آنکھیں ہی نہیں۔ ایک کے دو ٹانکیں ہیں دوسرے کے ٹانکیں ہی نہیں۔ ایک سُندر زبان کا مالکا ہے۔ دوسرے کے زبان ہی نہیں۔ ایک تھے پیدا ہونے پر خوشیاں منٹی جاتی ہیں۔ دوسرے کے پیدا ہونے سے گھر میں شوک ہجھا جاتا ہے۔ پڑھے اور کھانے کی فکر پڑھاتی ہے۔ ایک بچوں کا رہ میں بیٹھکر پڑھتے جاتا ہے۔ دوسرے پیدل ٹھوکریں کھاتا ہے۔ شاعر انداز سے اگر کہیں تو یوں کیا جا سکتا ہے۔

ایک باپ کے دو بیٹے قیامت جنم جنمدا ہے
شاہوں کا ایک شاہ ہے در در کا اگ لگدا ہے
مانگی نہ بھیک بلقی سُنستا نہ بات کری
آنکھوں سے ایک اندھا رفتاجو مرد دا ہے
دولت کی ہیں بہاریں سنسار پوچتا ہے
سکھیا ہے ایک ہر دم ہوتی وجہ سدا ہے
پاپی ہے ایک نظام دکھیوں کو ہے ستاتا
کر دنا کا ایک ساگر حس پر جگت فدا ہے
داتا ہے ایک بھکاری وظا کرہے ایک پنجاری
لچھڑے کرم کا پھل ہو رہا دا ہے
گر گیاں منی تو قوتے کے موں کی بیٹریوں کو
آٹے کی پھر کھڑی دو جب تر ہی خود خدا ہے

زندگی میں اچھی بُری حقیقی بھی حالتیں نظر آتی ہیں اُن کا کارن الشبور نہیں کیونکہ الشبور تو نہ کارہے۔ نہ لیست پت ہے۔ سب جھنچتوں سے رُور ہے نہ وہ کسی کوشک دیتا ہے اور نہ وہ کسی کو دکھی کرتا ہے۔ اپنی بات کو الگ زیادہ لمبا نہ کریں تو مختصر الگہا جاسکتا ہے کہ انسانی اور جیوانی دُنیا کی حقیقی بھی مختلف حالیتیں ہمارے سامنے آتی ہیں یہ سب کرم ہی کی بدلت ہیں اور یہ فرق ہی کرم کی مستحقی کا ثبوت ہے۔ الگ کرم نہ ہوتا تو یہ اختلافات اچھی دیکھنے کو نہ بلتے۔

سوال پیدا ہوتا ہے۔ جیو اور کرم کا سمبندھ کب سے چلا آ رہا ہے؟ جین و صرم نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہ پروادہ (کرم) کے لکھا تارچکر کی دریشمی سے جیو اور کرم کا سمبندھ اُنادی ہے۔ اُنادی کا رفع ہے جس کی شروعات نہ ہو۔ جس کا آغاز نہ ہو۔ جس کا سرانجام نہ ہو۔ وہی اُنادی کہلاتا ہے۔ اُنادی کاں سے یہ جیو کرموں سے جکٹا ہو جاتا ہے۔ گرے زمانے میں کوئی ایسا وقت نہ تھا۔ جب یہ جیو اُندا کرموں سے اُندا ہو۔ باکل شدہ اُندا کرموں سے آؤ دہ (پست) ہو گیا ہو۔ مثال کے طور پر گھان سے بکلا ہوا سونا ہمیں لے لیجئے۔ یہ سونا بھی سخے بکرا ہوا ہوتا ہے۔ اور قصاراً کے ہاتھ میں جا کر جب اس کی میل دُور ہو جاتی ہے۔ تب وہ شدھ سونا جاتا ہے۔ اگر کوئی پوچھ کر سونے کے مراتب بھی کب سے ملی تو اس کا کیا جواب دیا جاسکتا ہے۔ یعنی ذکر سونا سدا سے ایسا ہی دلتا۔ پہلے سونا اگلے ہو پر اس میں ہرگز خارجی نہیں بلکہ ایسا بھی نہیں ہوتا۔ جیسے سونے

اور بڑی کے سمبندھ کی شروعات نہیں ہے۔ ایسے ہی جیو آتا اور کرم کے سمبندھ کی بات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پروادہ (کرم) کے لکھا تارچکر سے جیو اور کرم کا تعلق اُنادی ہے مگر ایک کرم کی دریشمی سے جیو اور کرم کا تعلق سادھا (شروعات والا) ہے۔ اسے اس مثال سے صاف کیتے دیتے ہیں مفرض کرو آج ایک آدمی کسی کاٹکھے کاٹتا ہے۔ اور وقت آئے پر اس کو اس کی سزا ہوتی ہے تو یہ سزا جس کرم سے ملی ہے۔ اُس کرم کی دریشمی سے وہ سادھا ہے۔ مگر جب اسمان کی پھولی زندگیوں کی طرف چلتے ہیں۔ تو کوئی ایسی کھڑی نہیں ملتی جب آتنا کرموں سے باکل خالی ہلو۔ اسی خیال کو دیکھ کر لایا ہے کہ پروادہ کی دریشمی سے جیو اور آتنا کا سمبندھ اُنادی ہے۔

کرم پھول کیسے دیتے ہیں؟

کرم کیا ہے۔ اور اس کی ہستی میں شجہت کیا ہے۔ ان سب با تو اپر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اب اپک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کرم جو پڑھ جائے۔ جو پڑھنے کے لئے کارن شجھا اٹھ جو پڑھے بُرے کاؤسے کچھ پتہ نہیں۔ ایسا حالت میں کرم جیو کو پھول کیسے دیتا ہے۔ دوسرا بات ہے کہ جیو پر سے کرم کا حصہ یا اس بھی اپنے دُنیو کرنا۔ پھر اس کو اپنے کچھ ہٹوٹے کرم کی سزا کیسے دیتے ہیں اس نقطہ پر اُن کرنے والے کیسے دیتے ہیں۔

اس سے صاف طاہر ہے کہ شرابی کی بُری حالت کرنیوالی چیز شرب ہے۔ کوئی اور نہیں۔ اسی طرح کرم پھل میں ہی جو طبیں اور ان کو اپنے جلد بڑے کا گیان بھی نہیں ہے۔ پھر بھی شراب کی طرح وہ کرم کرنے والے جیو پر اپنا اثر دکھلاتے ہیں۔ اور وقت آنے پر جیسا کرم ہوتا ہے، اس کی سزا یا جزا دے ڈلتے ہیں۔

شراب کی طرح دُودھ بھی جو طب ہے۔ اسے بھی اپنی اچھائی کا علم نہیں۔ مگر جب آدمی دُودھ پینا ہے تو بُرے دُودھ پینے والے کو اپنی خاصیت کے کریشے دکھلاتا ہے۔ دُودھ پینے سے دماغ تند رست ہوتا ہے اور قہکا نندہ بھی دماغ میں تازگی حاصل کرتا ہے۔ جیسے برسات میں فوجاٹے ہوئے پورے لہلہا اُٹھتے ہیں۔ اسی طرح بُوگی سے فرجاٹے ہوئے جیون دُودھ کا استعمال کرنے سے نئی چیزیں حاصل کرتے ہیں۔ اب یہاں بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ دُودھ کا جو چشمکار سماری اُنھوں کے سامنے نظر آتا ہے۔ اس کو پیدا کرنے والوں کو کون ہے؟ اس سچائی کو کوئی چھپلا نہیں سکتا۔ دُودھ کے پر مالوں کے اندر الیسوی طاقت ہے جو ان فی زندگی کے باع کو سر بر بنادیتی ہے اور دم توڑ رہے جیوں میں موسم بہار لا کر دکھلا دیتی ہے۔ جیسے دُودھ جو طب ہے اور اپنی شکنی سے انجان (نہ جانکار) ہوتا ہو ابھی پینے والے کو اپنا پھل دیتا ہے۔ اسی طرح کرم جو طب ہوتا ہوا بھی جیو کو اچھے یا بُرے پھل کا بھیگنا کرواتا ہے ایک اور مثال یہ ہے۔ ایک چٹور آدمی چھپتے بھوجن کھانا ہے۔

اگر تم پر ماٹا کو کروکی پھل دینے والا مان لیتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی شکنی سے اس جیو کو اس کے کرم کی سزا دے ڈالتا ہے۔ مگر جین وشن کہتا ہے کہ پر ماٹا کا کرم پھل میں کوئی دخل نہیں ہے تو پھر کرم جیو کو جس ڈھنگ سے پھل دیتے ہیں وہ طریقہ بھی سامنے آنا چاہئے۔ تاکہ کرم خود پھل دینے کی طاقت رکھتے ہیں اس سچائی کو سمجھا جائے کہ اس سوال کے جواب میں کرم شاستر کے اورچہ کوئی قوے و دوافی جیں آچاریوں نے بچھ لیا ہے اُسے اپنی وجہ اشائیں بیان کرتا ہوں۔

یہ سچائی ہے کہ کرم جو طب ہے کرم کے جرمانے سے کسی کو انکار نہیں۔ مگر اس میں کوئی شکنی نہیں ہے یہ سمجھنا عقیل نہیں۔ دوسرا بات۔ بدلے ہی کرم کو اپنی اچھائی بُرائی کا پتہ نہیں پھر بھی وہ اپنے بُرے کرم کے آدھار پر جیو کو اچھا بُرما پھل دے ڈالتا ہے۔ مثال کے طور پر شراب اور دُودھ کو لے لیجئے۔ شراب اور دُودھ دونوں میں اچھا اور بُرادر ونوں طرح کے اثر دالنے کی طاقت ادیکھی جاتی ہے۔ جب آدمی شراب پیتا ہے تو وہ اچھتا ہے۔ کوئی نہیں ناچتا ہے۔ کافی تکوپڑج دیتا ہے۔ نایلوں میں اوندے منہ کرتا ہے۔ یہاں تک اس کی بُری حالت ہو جاتی ہے کہ جبکہ اس کے منہ میں پیشاب کر جاتے ہیں ماہ سوالی پیدا ہوتا ہے کہ شرابی کی ایسی بُری حالت کس نے کی؟ جواب صاف ہے۔ شرابنے پس بچانتے ہیں مکثراب جو طب ہے۔ اس کو اپنے بڑے پن کا کوئی گیان نہیں۔ کوئی سمجھو نہیں۔ لیکن پھر بھی شرابی کی جو حالت ہوتی ہے وہ شراب کی ہی بُریتی

کالا بھر اُنھاتے ہیں ناٹک۔ درماست۔ کوئی دربار دیغیرہ سے آندھاں
کرتے ہیں۔ اندھاڑہ رکائیے بونے والا کہاں بیٹھا ہے۔ اور سننے
والا کہاں ہے؟ لیکن مشین بھاشنا کے پہ مانوؤں کو پکڑ لیتی ہے۔
اہمیں بھاشنا کے روپ میں ہی دوسرے دگر نہ پہنچا دیتی ہے۔
یہ سب پر مانوؤں کا نہ الچھتا کار نہیں تو اور کیا ہے؟ ریڈیو کے اس
چھتا کار میں ایشور یا کسی دیروی دیوتا کی طاقت کام نہیں کر رہا۔
جیں دھرم کا کرم داد بھی پر مانوؤں کے بہت سے چھتا کاروں
کا ایک دوسرا روپ ہے۔ کرم یوگیہ (کرم کے قابل) پر مانو جب
آتھے اپنا سبندھ بھوڑ لیتے ہیں۔ وقت آنے پر وہ بھی بہت سے
بیباہیں اور چھتا کاروں کو جنم دیتے ہیں۔ اس کے متعلق حیرانی
والی کوئی بات نہیں یہ سب ممکن ہے۔

کرم پھل کیسے دیتے ہیں۔ اس کے متعلق جتنی باتیں بتائی گئی ہیں ان
سے صاف ہو جاتا ہے کہ کرم ایک شکھ ہے جو جو روپ ہوئی ہوئی آنک
کو اچھا درجہ پھل دیتی ہے۔ ہم سب سکھ کے خواہش مند ہیں اچھوٹی
ہر زندگی شکھ کے لئے ترک پ رہی ہے۔ مگر سکھ شجھ کرموں سے
ہتھے۔ شجھ کرموں کے بانسکھ کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر
انسان کا فرض بنتا ہے۔ کہ وہ شجھ کرم کرے۔ ہر سکھ تو کسی دلکشی کو
سکھی بنانے کا میں کرے۔ اگر ہم دکھی کو سکھی نہیں بنانے سکتے تو مم سے کم
ہوں سکھی ہیں۔ ان کو دکھ دینے کی بھی بھول نہ کریں۔ شاعر نے

۳۔ سجلی کا بلب:-

یہ بدب بھی پنچھے کی طرح آدمی کا حکم مانتا ہے۔ جب اسے "جبلو"
کا حکم دیا جاتا ہے تو یہ روشن ہو جاتا ہے اور اندر حکما کو بھگا
دیتا ہے۔ جب اسے "بجھ" سبندھ کہا جاتا ہے تو بجھ جاتا ہے اور روشن
دینا بندھ کر دیتا ہے۔

۴۔ زندہ انسان کا ریڈیو:-

یہ سائننس کا زالا کہ شہہ ہے۔ چھتا کار ہے۔ آدمی کو ایکا خام
قسم کا مکسیم برپا دیا جاتا ہے۔ اس مکسیم کے شریے میں داخل ہوتے ہیں
آدمی کا شریہ ہی ریڈیو بن جاتا ہے۔ اس سے ریڈیو کا پروگرام مٹا
جا سکتا ہے۔

۵۔ ٹیلیویزیون:-

اس کے ذریعہ آدمی کھر بیٹھا شہر کے کسی بھی سینما کی تصویر
دیکھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی چیزوں کو
گئی وقیں جن سے پہ مانوں کی عجیب و غریب طاقت کی بڑی خوبی کا
ساتھ والقیتتا ہو جاتی ہے۔ جب بنا ہاتھ رکائے صرف زبان۔
نکلے پہ مانوں کے اڑ سے بدب روشن ہو سکتا ہے۔ تب ہماری آ
پر لٹکے پہ مانو اگر زندگی میں کسی قسم کی انقل پھل لے آئیں تو
یہ حیرانی والی کوں سی بات ہے۔ ریڈیو ہمارے ساتھ ہے۔
سے ہزاروں میل دوڑ کھر بیٹھے آپ منگیت گستاخ ہیں بھاشنا

اس خیال کو یوں پیش کیا ہے۔

یدی بھلا کسی کا کرنہ سکو تو جر ایسی کامت کرنا
امر تا شہزادے کو گھر میں تو زہر پلانے سے ڈرنا
یدی ستیہ مذہب نہ بول سکو جھوٹ کشن جیہن نہ بول
یدی امرن رہو سب سے اچھا کم سے کم وہ شرمند گھوڑو

بوجو تو پسے تم تو لو۔ پھر کچھ نالا کھولو کرنا یہی بھلا کسی...
یہی گھر نہ کسی کا باندھ سکو تو جھوپٹیاں نہ جلا دینا
یہی ہر سہم پسی کرنہ سکو تو خارشک نہ رکا دینا۔ یہی بھلا کسی...
یہی دیک بن کر جل نہ سکو تو انہ مکار بھی مت کرنا
یہی پھول بیس بن سکتے تو کانٹہ بن کر نہ کھر جانا
مانوبن کر سکھ دے نہ سکو تو ول بھی بھی کا دھان نہ
یہی دیرہ بیس بن سکتے تو والوں کر بھی مرت جانا
یہی بھلا کسی کا...

کچھ دو گوں کا یقین ہے۔ کہ پہ ماتما انسان کی قسمت بنتا ہے۔
اور دنیا کی تمام چھوٹی بڑی زندگیوں کے بھائیہ کو نیار کرتا ہے۔
اس لئے وہ بھائیہ و دھانا ہے لیکن جیں دھرم کا ایسا وشوافش
نہیں ہے۔ جیں دھرم کہتا ہے کہ بھائیہ کو انسان خود بنتا ہے۔
اس کے اپنے اچھے یا بُرے افعال اور اعمال ہی اس کی قسمت کا
عمل کھڑا کرتے ہیں۔ شاعرنے کیا ہی خوب کہا ہے۔۔۔
امراحتے ہمیشہ ہیں اعمال اپنے
گراتے ہمیشہ ہیں افعال اپنے
ایشور کا انسانی زندگی کے فعل و عمل کے ساتھ کوئی تعلق
نہیں کیونکہ

بھائیہ کے محل کا معہار خود بشر ہے

اگر ایشور کو انسان کے بھائیہ کا نہ مانتا مان دیا جائے تو یہ بھی
تسلیم کرنا پڑے تھا۔ کہ انسان کی زندگی میں جو نکتی سے نکتی
اور اخلاق سے گری ہوئی حرکات پافی جاتی ہیں۔ اُن

سب کا ذمہ دار ایشور ہے۔ کارن صاف ہے۔ جب ہم یہ
مان کر چلتے ہیں۔ کہ انسان کا بھائیہ ایشور خود بناتا ہے تو یہ
بھی ماننا پڑتے گا کہ ایشور نے انسان کا جیسا بھائیہ بنایا ہے۔ اس کے مطابق دُنیا میں وہ بڑے کام کرتا ہے۔ اس
سچائی کو ایک مثال سے سمجھئے۔

فرض کرد ایشور نے ایک آدمی کو قصائی بنادیا۔ چوریا
ڈاک کے روپ میں اسے پیش کر دیا۔ تو یہ لازمی ہے۔ کہ
وہ اپنی خصلت کے مطابق جوانوں کی گرد نوں پر ٹھپھرپاس
چلا یائے۔ بے زبانوں کو ذبح کریکا۔ وگوں کو ٹوٹے گا۔ ان کے
دھن بعن کا نقشان کرسے گا۔ یہ جو بھی کچھ غلط اور پاپ کے
کام وہ کریکا اس میں اس کا کوئی قصور نہیں مانا جا سکتا۔
کیونکہ اگر ایشور اس سے قصائی ڈاکو یا چور نہ بناتا تو وہ ایسی انسان
سے گیری ہوتی حرکات نہ کرتا۔ ختنیک ایشور کو بھائیہ و دھناتا
مان کر یہ قبول کرنا بھی پریکا۔ کہ انسان اور جیوان وغیرہ
کی زندگی میں جو غلط کار نامے ہوتے ہیں۔ ان سب کی
ذمہ داری ایشور پر ہے۔ اگر کہا جائے کہ ایشور کب کہتا
ہے۔ کہ آدمی بہرہ کام کرے تو ہم پر چلتے ہیں کہ آدمی بہرے کام
کیوں کرتا ہے؟ اس لئے نہ۔ کہ اس کی بُدھی خراب ہے۔ نکمی
ہے۔ خراب بُدھی ملنے کا کارن کیا ہے؟ اس کا اپنا بھائیہ

ہے۔ پھر اس بھائیہ کو بنایا کسی نے؟ جواب صاف ہے۔ ایشور
نے۔ ذا ایشور آدمی کا ایسا بھائیہ بناتا اور نہ آدمی ایسے
خراب کاموں میں حیثیت لینتا۔ جب ایشور نے خود ہی آدمی کا
لہب بھائیہ بنادیا ہے۔ تو بھگور ہو کر آدمی کو دیسے خراب
کام کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح ایشور کو بھائیہ درستایا بھائیہ
و دھناتا مان لیتے پر دُنیا کی تمام تجربیات کی جواب دہی ایشور
پر آگرتی ہے۔ اور آدمی اس سے بالکل صاف پیچ جاتا ہے۔
اس سچائی کو سمجھنے کے لئے ایک اور مثال لیجئے۔ فرض
کر دیکھ پاپی انسان ہے۔ دن رات پاپوں کے چکر میں چکر
کھاتا ہوا پاپوں میں رکھ رہتا ہے۔ ایک دن کسی وصراحت نے
اش سے پوچھا۔ بھائی تو اتنا سجدہ دار ہو کر پاپ کیوں کر رہا
ہے؟ تیرے جیسے سجدہ انسان کو تو یہیشہ ایسے غلط اور بُرے
کاموں سے ڈور رہنا چاہئے۔ کیا جھے پرم پتا پر ماتما کا کوئی
پاپیں۔ تو ہیں جانتا کہ پہ ماتما کے دربار میں تیرے
گھٹا ہوں کی جا پیچ پڑتاں کی جا شے گی۔ اور جا پیچ پڑتاں
میں مب پیرا پاپ ساختہ آئیکا تو پہ ماتما جھجھ پر ناراض ہو گا
اور سڑا دے گا۔ نہیں معلوم وہ رپہ ماتما بچھے نرک
میں بیٹھ دے یا کتے کی جُدنی میں ڈال دے۔ بھائی!
نہیں ہم تو اپنا نفع نقصان سوچنا چاہئے۔ جہاں تک میں

سمجھتا ہوں تجھے پاپ کرم سے دُور رہ کر عاتیت کو سُدھانا
چاہئے۔ یہ سنتے ہی وہ پانی اور گنہیکارِ انسان ہنس دیا۔
کہنے لگا۔ بھائی جانِ انم جھوٹے ہو۔ تمہیں ابھی ہمارے بھگوان
کی مایا کا پناہی نہیں ہے۔ اسی لئے تم پاپ سے ڈرنے کی
بات کر رہے ہو۔ پھر اس پر ماتھا کی مایا کو سمجھو۔ سنو! یہ
تمہیں سمجھائے دیتا ہوں۔

دیکھو۔ ہمارے بھگوان سروشکتی مان ہیں۔ انہوں نے
ہمیں ہمارے بھائیکیہ کا نہ مان کیا ہے۔ بھائیکیہ کو بنایا ہے۔ اور
اُنہیں کی مہربانی سے عیش و آرام اور موح بھار کے
سب ساز و سامان طے ہیں۔ یہ اُنہیں کی کہ پاکا چل ہے۔ کہ
یہی نے دھڑک بیو کر جو چاہتا ہوں کہ لینا ہوں۔ ایک بات
بلایش گے آپ! یہی یہ پاپ کرم کرتا ہوں یہ کیوں کرتا
ہوں؟ اس لئے کہ میری بُدھی خرابا ہے۔ خراب بُدھی
سے ہی پاپ ہوتے ہیں۔ بُدھی حاصل ہوتی ہے بھائیکیہ سے۔
اچھا بھائیکیہ ہو تو بُدھی اچھی میں جاتی ہے۔ اور بھائیکیہ خراب
ہو۔ تو بُدھی بھی خرابا ہے۔ اور بھائیکیہ کو بنایو والا
کہم پناہ پر ماتھا خود ہے۔ تم جانتے ہو کہ پر ماتھا سرویہ (سب
کہم ہانتے والا) ہے۔ سرو درشی (سب کچھ دیکھنے والا) ہے۔
کہم کھل کھلتا ہے۔ اچھے پتھے ہے۔ کہ میں اُس کے بھائیکیہ

کا بوزان کر رہا ہوں۔ اُس سے خراب بُدھی کی پر اپنی ہو گی۔
بُدھی کی خرابی سے یہ پاپ کر لیکا۔ لوگوں کو دُکھ دیگا۔ معقصم
زندگوں کو ترپاٹیکا۔ بیواؤں کی عزت پر باقہ ڈالے گا۔ راہ
چلیق روکیوں کی بے عزتی کر لئے کی کوشش کر لیکا۔ دُوکان پر
بیٹھ کر لمحت توئے گا۔ کم ناپے گا۔ دکھاٹیکا کچھ اور دیگا کچھ
اور۔ گاہوں کو اصلی مال کمکہ ملاوٹی مال دیگا۔ لوگوں کی اُنہت
کو ہڑپ کرنے کی کوشش کر لیکا۔ جھوٹی کو ابھی دیکھ بے لٹاہوں
کو پسنساٹیکا۔ اس طرح کی سب باتیں جانتے ہوئے بھی
کام پناہ مانانے جب میرا ایسا بھائیکیہ بنایا ہے تب مجھے
پاپ کرم کرنے سے ڈر کیا؟ اسی لئے مجھے پاپ کرم سے
لیں گے اُس ملتا اور نہ اس میں مجھے بُدھی ہی ذکھائی دیتی
ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جان بوجھکر ایشور نے میری ایسی
بُدھی بنا دی ہے۔ اُسی قسمت کے مطابق جو کچھ ہیں
کروں گوں اُس میں مجھے پاپ لگ بھی کیسے سکتا ہے۔
کہا تا لے دوبار کی مجھے کچھ چلتا نہیں ہے۔ یہ مان کے
دوبار میں جب مجھ سے پوچھا جائیگا۔ تو میں چھٹ اُس
کا ہاتھ دے دُونگا۔ میرے پاس تو گھٹا گھٹا یا ایک
بُدھی بیٹا ہے۔ میں چھٹ کر دُونگا۔
لیکن بُدھی سے پوچھنیکا کہ یہ لفڑی کس کی ہے۔
لوگوں کا اس نقدیر میں تھوڑی پس کی ہے۔

دیکھا کہنا شاندار جواب ہے۔ اس کا مطلب بھی سمجھو۔
یعنی پریم پتا پہ ماتما سے کہو۔ جگنو! مجھ سے کیا پڑھتے
ہو۔ آپ تو خود انتریا می ہو۔ آپ سے کیا چھپا ہے۔ یہ سب
آپ کی ہی کہاں کا پھل ہے۔ جب آپ بھائیہ کے نہ ماتا
ہیں۔ تو اس کی جواب دہی کسی دوسرے پر تھوڑے
ہی آسکتی ہے۔ اس کے تو آپ ہی ذمے دار ہیں۔ انہوں
آپ میرا بھائیہ خراب نہ بناتے تو خراب بھائیہ کے
لوسار مجھے خراب بُدھی نہ ملتی۔ اور مجھ سے یہ غلط
اور پاپ کے کام نہ ہوتے۔ لہذا ان غلط کاموں سے
پیدا ہونتے والے پاپ بھی نہ ہوتا۔ جگنو! انہوں نے مجھ سے
سب کچھ خود کر کر کہا کہ اس کے پھل کے لئے مجھ سے
پڑھتے ہو۔ یہ جو کچھ بھی ہے۔ سب آپ کا ہی ہے۔

غرضیکہ پہ ماتما کو بھائیہ کا نہ ماتا مان لینے پر ماتما پہ دنیا
کے تمام تر گناہوں کی ذمہ داری آجاتی ہے داس لئے جیں دھرم
کہتا ہے۔ کہ ایشور بھائیہ کا ویدھاتا نہیں ہے۔ اور وہ کیوں
کا پھل بھی نہیں دیتا۔ اگر ہم ایشور کو کرم پھل کا دینے والا
مان لیتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایشور کیوں کا پھل
ہے؟ کس طرح دیتا ہے وہ خود آگر قواد سے نہیں سکتا
کہاں وہ پہاڑ مانا گا ہے۔ البتہ اگر وہ ساکار ہوگر ظاہرا

• طور پر کروں کا پھل دے تو پھر کسی کو ماننے سے کیا انکار ہو
سکتا ہے۔ مگر آج تک کسی نے پہ ماتما کو کرم پھل کا بھلٹان
کرتے یا کرواتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اگر وہ کسی راجہ یا ران
کر مہاری دیزہ کے ذریعے جیوں کو ان کے کروں کی
سزا دوتا ہے تو پہ ماتما پہ بہت بڑے دوش آتے ہیں۔
پہ ماتما پہ آنے والے کچھ دوشوں کا ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)

ایشور کو اگر کسی سرمایہ دار کے سرمایہ کو چڑا کر لٹوا کر
اُس سرمایہ دار کے پچھلے کرم کا پھل دینا منتظر ہے تو ایشور
اُس کام کو خود تو کرتا نہیں ہے۔ وہ کسی چور یا ڈاکو کی
حربت ہی ایسا کرو سکتا ہے۔ اور جس چور یا ڈاکو کے
لریہ ایشور سرمایہ دار کے اُس کے پیوے کرموں کا بُدا
پھل دوایں گا۔ تو چور یا ڈاکو ایشور کی آنکھیں کا پالک رپان
کر لے جائے۔ ہونے کے کارن نر دوش سمجھا جانا چاہئے۔ نیکین
اُس کذکار حضر اکر پولیس اُسے کیوں پکڑتی ہے اور سزا
دیتی ہے۔ وہ ایشور کے انصاف سے باہر کی بات ماننی پڑی۔
اگر اسے بھی ایشور کے انصاف کے اندر مان کر چور کو چوری
کر لے کی سزا پولیس سے دلوانہ ضروری سمجھا جائیگا تو یہ
الا اور کہنی بڑی بے انصافی ہے۔ دعا وصلی ہے۔

اندھیر نیائے ہے۔ ایک طرف تو وہ (ایشور) خود سرایہ دار کو سزا دینے کے لئے چور کو اُس کے گھر بھیجنتا ہے۔ اور دوسرا طرف بد ریعہ پولیس اُس چور کو پکڑواتا ہے۔ تو کیا یہ چور کو چوری کرنے کی بات کے اور شاہ سے جاگنے کی "والی کہادت کے مطابق ایشور میں دو گلائیں نہیں آ جائیں؟ پر ماٹا لے چیزوں کو پران دنڈ دینے کے لئے ہی قصائی۔ چنڈال۔ شیر۔ بالگہ دیغہ خونخوار چیزوں پیدا کئے ہیں اور اُس کے مطابق وہ ہر روز ہزاروں چیزوں کو مار کر اُن کے کمبوں کی سزا اُن کو دیتے ہیں۔ اگر ہم ایشور کو کرم پھیل کا دینے والامان لیتے ہیں تو یہ سمجھی ہوں یہ دو شے سمجھنے جانے چاہیں۔ کیونکہ وہ بھی ایشور کی ہر ایت کے مطابق ہی کام کر رہے ہیں۔ اگر ایشور اُن چیزوں کو نہ دوں مانے تب اُس کے دوسرا سمجھی جیو جو دوسروں کو کسی نہ کسی طرح لفڑان پہنچاتے ہیں بے قصور سمجھنے چاہیں۔ اگر انہیں بھی دو شے سمجھا جائیگا تو یہ اُن کے ساتھ بہت بڑی بے الصافی ہو گی۔ کیونکہ راجہ کے حکم کے مطابق مجرموں کو اُن کے قصور کی سزا دینے والے جیلیوں پھنسنے دیتے والے چنڈال دیگر سمجھی لوگ جب الصاف کی لفڑتے ہے قصور مالے جاتے ہیں۔ تب اُن کی طرح

ایشور کی ہر ایت کے مطابق گنہگاروں کو اُن کے گناہوں کی سزا دینے والے لوگ تصوردار کیسے سمجھے جا سکتے ہیں۔
(۲۴)

ایشور سرو شکستی مان اور سرو گیہ مانا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے ذریعے جو سزا دی جاتی ہے۔ وہ مستقل ہوئی ہا ہے۔ اور مٹانے سے کبھی مٹنی نہیں چاہئے۔ لیکن الیسا ہوتا ہیں ہے۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھئے۔ فرض کرو کہ ایشور نے کسی آدمی کو اُس کے اُشتجھ کرم کی سزا دیگر اُس کی آنکھوں کو کمزور کر دیا ہے۔ اس سے نہ تو وہ کسی دور کی چیز کو صاف دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی وہ چھوٹے اکشرون والی کتاب ہی طیک ڈھنگ سے پڑھ سکتا ہے۔ اصولی طور پر ایشور کی دی ہوئی یہ سزا ہمیشہ تمام ہمی چاہئے کقی۔ کبھی مٹنی نہیں چاہئے کقی۔ لیکن وہ آدمی ساہر آنکھ ۱ تا ۱۰ میل مکجھے کے پاس گیا۔ داکٹر لے آئے ایسا ڈور کی عیناں دیے دی۔ آنکھوں پر چھپھہ رکا کر اسے سب چیزیں صاف سمجھری لنظر آنے لگیں۔ اور ہوئے ہے چھوٹے اکشرون والی کتاب کو بھی وہ طیک اٹھا۔ سہ رہ گئے لگا۔ اس طرح ایشور کی دی ہوئی جزا کو اُس لے لٹپھل کر دیا۔ اور مثالیں لیجھئے کسی آدمی

کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے۔ پرماتما اُسے انگ ہمین بنا کر کرموں
کی سزا دینا چاہتا ہے۔ کبھی کی انکھہ ضائع ہو جاتی ہے۔
پرماتما اُسے کانا بنا کر انکھوں والوں کے درمیان اُسے
ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مگر آج کے سائنس دافوں نے نقی
ٹانگ اور نقی انکھ ایجاد کر کے پرماتما کی دی ہوئی
سزا کو کافی حد تک ناکارہ کر دیا ہے۔ اسی طرح الشور
کی عینی ہوئی پلیگ۔ ہیضہ۔ انفلونزا اور تپ دیق وغیرہ
بیماریوں کو ڈاکٹر۔ حکیم لوگ اپنے آن فنک پر لیشم سے
بہت حد تک یا تو ختم کر ڈالتے ہیں یا کم کر دیتے ہیں۔
ان مبتلوں سے یہ باسل صاف ہو جاتا ہے۔ کہ الشور کی
دی ہوئی سزا ہمیشہ قائم نہیں رہنے پاتی۔ لوگ اُسے
یا تو ختم کر دیتے ہیں۔ یا اس میں کمی لے آتے ہیں۔ اس کے
علاءہ کرموں کا بھوگ چھکتا نے کے لئے جب پرماتما
بھوپال لاتا ہے تو اُس وقت اس کو یہ بھی خیال
نہیں کہ جہاں میری پر شتش اور پوچا ہوئی ہے۔ ایسے
مندر۔ مسجد۔ گور دوارے۔ گر جا گھر وغیرہ دھرم سنجان بھی
بر باد ہو رہے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ سر و درشی
(سب کچھ دیکھنے والا) میکوان اپنی عبادت کا ہوں کی
یہ بڑی حالت کیوں کرتا ہے۔ ایک شاعر مخفی شاعر کا ایک

لکھا رہا تھا۔ ایک بار وہ اپنی خستہ عائی سے تنگ ٹھوک رہا
کہ طرف ہوا رہا تھا۔ راستے میں اس نے ایک مسما مسجد دیکھی
تھی۔ ہی کھلکھلا یا اور شامراہ اندھا میں بولا رہے
خوش ہوں میں مسجد ویران کو دیکھ کر
میری طرح خدا کا بھی خانہ خراب ہے
(۱۶)

وہیا جانتی ہے۔ کہ چور ڈا کو رہن وغیرہ ظالم لوگوں
کی دکرنا ایک بھینک پاپ ہے۔ ہوت پڑا گناہ ہے۔
مبتلوں کی مدکر ناجہاں وہی طور پر پڑا سمجھا جاتا ہے
وہاں وہ جانی طور پر بھی اس کو حقارت کی نظر سے
دیکھا جائے۔ اگر لوگ چور ڈا کو وغیرہ شیطان لوگوں
کا بھی مرض کی وجہ سے مدد کرتے ہیں تو قانون کی عدالت انہیں
کوہرہ جاتے جاتے ہیں اور قانون کی عدالت انہیں
کوہرہ جاتی ہے۔ اس روشنی میں جو لوگ پرماتما کو کرم
سے دیکھوں والے مانتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کبھی کو جو
کہا جاتا ہے۔ وہ اس کے اپنے کرموں کا پھل ہے۔ اور
وہ پس میں الیشور کا دیکھا ہوا ہے۔ پھر الگ وہ کسی اندھے
لکھا رہا۔ اتنا فریا اپنی کی مدد کرتے ہیں۔ تو کیا یہ
کے ساتھ بناؤت کرنا نہیں ہے؟ کیا دُدِ الیشور کے

چور کی مدد نہیں کرے رہے۔ تو کیا ایشور ایسے باغی لوگوں پر ٹوٹش
روہ سیکنگا ماس کے علاوہ اگر دفعی اور شیم آدمی کی مدد
کرنا ایشور کے ساتھ بغاوت کرنا ہے یہ افسوسی طور پر
تینوں کوچلیا جائے تو ویا۔ دان پُن۔ خربوں کی مدد وغیرہ
جتنے بھی پہ وپکار دے اے اچھے کام سمجھے جاتے ہیں۔ کیا
الہم کی الہمیت زندہ رد سکے گی؟

(۴)

ایشور جیوؤں کے کئے ہوئے کہوں کے مطابق ہی
آن کے شریک کامیاب کرتا ہے۔ جیوؤں کے کہوں کے
مطابق ہی وہ جیوؤں کو بھل دیتا ہے۔ اپنی احقر کے
مطابق وہ کچھ ہبہ کر سکتا۔ ایسی حالت میں یہ قبول کرنا
پڑے۔ تاکہ ایشور پر تستر (پردا صفين) ہے۔ اور جو علامی
کی ہیئت میں جکڑا ہوا ہو وہ کبھی ایشور نہیں کہا سکتا
جو ایشور جیوؤں کے کئے ہوئے کہوں سے دلت جسے
می اور در در ہبہ کیا سکتا اور جسے سب کچھ جیوؤں
کے لئے ہبہ کے مطاہبی ہی کرنا پڑتا ہے۔ وہ ایشور آزاد
کیا جائے۔ اس سے بوجھ ایشور کے غلطاء ہوں

(۵)

کبھی علاقہ میں کسی لائق۔ قابل اور انصاف پسند حاکم
کی مکوہست ہو تو اُس کے افغان سے چوری۔ ڈاکوؤں اور
لالم لوگوں کا چوری۔ ڈاک نرمی وغیرہ ظلم ڈھانے کا ذرا
حوالہ نہیں پڑتا۔ اور وہ لوگ شیطانیت کو چھوڑ کر
صحیح راستہ پکٹ لیتے ہیں۔ جس علاقہ میں شانستی قائم
ہو جاتی ہے۔ اور وہاں کے لوگ نظر تنا کے ساتھ آرام
کا سانس لیتے ہیں۔ اور جہاں تھاں ہوشی اور بے نکری
کے ساتھ گھومتے ہیں۔ مگر ایک بات سمجھے میں نہیں آتی۔
اپنیا کا حاکم ایشور ہے۔ اور وہ ایسا حاکم ہے۔ جو بالکل
دیا گو۔ ان اور انصاف پسند ہے۔ سردگیہ اور سرد دشی
ہے۔ پر بھی دُنیا میں بڑائی کم نہیں ہو پا قی مفاسد کھانے
والوں۔ شراب پینے والوں۔ ڈر اچاہیوں۔ چوروں اور
لالم لوگوں کا اضافہ ہی ہوتا دکھانی دے رہا ہے۔ سب جگ
پھل۔ کھٹ۔ حد۔ بے ایمانی۔ سینہ زوری۔ مکاری۔ کینہ۔
او۔ ایسی ہمتوں کی آگ جلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایسی عالت
کبھی بسماء و مانا جائے۔ کہ دُنیا کا حاکم ایشور ہے۔

(۶)

جب کوئی آدمی چوری کرتا ہے۔ تو اُس پر باقاعدہ حکومت
کا مطالعہ مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ یہ ثابت ہو جانے پر

کہ اُس آدمی نے چوری کی سمجھی یا ملٹھا کی تھی، یا بیگناہ کیا
تھے۔ تو پھر طبیعت اُسے یا تو جیل میں ڈال دیتا ہے، یا جرم زان
کی مناسبتبا مسرا دیتا ہے۔ عدالت کی جاپنگ پر تماں سے گناہ
گزار کرو اور دوسراے آدمیوں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ
چوری - ڈاکہ زندگی پر بڑے انعام کی وجہ سے آدمی کو
جیل ویزرا کی شرعاً ملتی ہے۔ اس شرعاً کا علم ہونے پر وہ
آدمی اور دوسراے لوگ بھی یہ جان جاتے ہیں۔ کہ چوری
وغیرہ بڑے کام نہیں کرنے چاہیں ان سے ہمیشہ دُور
رہنا چاہئے۔ اگر ایسی غلطیاں کی جائیں گی تو جیل کی ہوا
کھانی پڑے گی۔ قصہ کوتاہ آئینہ کسی آدمی کو ایسے کام
کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا چو دُنیادی طور پر بڑے سمجھے جاتے
ہوں اور حکومت نے جس پر پابندی رکھی ہو۔

در اصل مسرا دینے کا جو قانون ہے۔ اُس کا مقصد صحن
گنہگار کا سُددھار ہے۔ نیز جنتا کو صحیح راستہ دکھانا اور
عمرت حاصل کرنا ہے۔ لیکن اگر کسی دلیش کا حاکم کسی گناہ
گزار کو پکڑا کر جیل میں ڈال دیتا ہے۔ اُس پر کسی
قسم کا کوئی مقدمہ نہیں چلوایا جاتا۔ اور نہ یہ ثابت کرتا ہے
کہ اس آدمی نے کیا قفسور کرنا ہٹ نہیں کر دیتا تھا تک اُسکے کسی
کو ملنا نہیں دیکھی چاہئے۔ مگر ایسا کہتا نہیں ہے۔ دیکھتے ہیں جب
اویہ جنم دیتا ہے۔ اور جنم سے انہٹا یا اپاہنج ہوتا ہے۔ اُس

تمثلاً فارمانخانے لگ جاتے ہیں۔ مسچانی یہی تھے کہ گناہ اور
گناہ کی وجہ سے ملی شرعاً کا علم نہ ہونے پر جنتا کو اُس سے
کوئی نفعیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کا میتوحہ ہوتا ہے کہ نہ کوئی
گناہ سے فرستا ہے۔ اور نہ کسی گناہ کا سُددھار ہوتا ہے۔
اُنھوں نام گوڑے کوون نہیں جانتا۔ اُس نے نہزادوں آدمیوں
کے سامنے راشٹر پا چھاتا گا نہ صحت کے سینے میں ہمیں گویاں چلانی
تھیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اُس سے قاتل خاتمت کرنے کے لئے کسی گواہ
کی فزورات نہ تھی۔ اور قانونی طور پر بھارت سرکار گوڑے کو چھانشی
کی شرعاً سکتی تھی۔ مگر بھارت سرکار نے ایسا نہیں کیا۔ باقاعدگی
کے عدالت میں گوڑے کو قاتل خاتمت کرنے کے بعد چھانشی کے
لئے بڑھ رہا یا۔ قانون کو زندہ رکھنے کا یعنی سب سے اچھا
امن تیم کیا گیا ہے۔ گناہ کے ثابت نہ ہونے پر گنہگار کو مسرا
وہ اسی طرح مناسب اور انفصال پر مبنی نہیں کہا جاسکتا۔
ایشور سنار کا حاکم ہے۔ اور وہ دُنیا پر اپنی حکومت
کر رہا ہے۔ ہر آدمی کو اُس کے کرم کی سزا دیتا ہے۔ ایشور کو بھی چاہئے
کہ وہ بھی مسرا دیتے وقت گنہگار کے گناہ کو ثابت کرے۔ جب تک
وہ قصور فارم کے قفسور کو ثابت نہیں کر دیتا تھا تک اُسکے کسی
کو ملنا نہیں دیکھی چاہئے۔ مگر ایشور ایسا کہتا نہیں ہے۔ دیکھتے ہیں جب
اویہ جنم دیتا ہے۔ اور جنم سے انہٹا یا اپاہنج ہوتا ہے۔ اُس

وقت اُس بچہ کے پریوار اور اُس کے پڑوں کو علم نہیں ہوتا کہ یہ بچہ کس کرم کی بذولت اندازیا اپاہج ہو گیا۔ شریم کی بنادٹ کا جو بھی نفس ہے۔ اُس سے سب بے بہرہ رہتے ہیں۔ سب کے نواقل قرار ہنے کی وجہ سے اُس بچے کے شریم کی خرابی کو بیدا کرنے والے جو کرم ہیں۔ اور وہ کرم جن غلطیوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان غلطیوں کا بھی کسی کو پتہ نہیں چلتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایشور مزادے کو جو کنہٹاک کو گناہ سے بچنے کی بات سوچتا ہے۔ اور لوگوں کو اُس سے نصیحت دینا چاہتا ہے۔ اُس میں اُستے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ایشور کا فرض بنتا ہے۔ کہ وہ کسی بھی آدمی کو مزادیت سے پہنچے اُس کے قصور کو ثابت کرے اور ثابت کرے کہ اس آدمی نے یہ غلطی کی بھی۔ اس لئے اس کو یہ مزادی جا رہی ہے۔ ایسا کرنے سے ہی ایشور کی دی ہٹوٹی مزادی صحیح ہو سکتی ہے۔ نیز ایسا کرنے سے ہی عام لوگ تھے سے کاموں سے ڈر کرنا سے چھوڑ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسا کرنے سے ہی مزادیافہ آدمی کا سندھار ہو سکتا ہے۔ اور آئندہ پاپ کرم سے بچ جو بھی سکتا ہے۔ پہنچو ایشور ایسا نہیں کرتا۔

(۷)

جو پرستا گرام کا چھل دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

اُس میں گنہٹا کر کو گناہ سے روکنے کی بھی طاقت ہوئی چاہئے۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ جو آدمی کسی کو مزادے سکتا ہے۔ وہ آدمی اُس کو غلط کام کرنے سے روک بھی سکتا ہے۔ مثال کے طور پر جو سرکار ڈاکوؤں کے گروہ کو اُن کے گناہ کے عومن اُسے جیل میں بند کر سکتی ہے۔ یا پھانسی کے تختے پر لٹکا سکتی ہے۔ تراں سرکار میں یہ بھی طاقت ہے۔ کہ اگر اُس کو پتہ چل جائے کہ ڈاکوؤں کا گردہ فُلاؤں کا ڈال یا نگر میں، فلاں وقت پر ڈاکوؤں کے گا۔ اور لوگوں کی زندگی تو سے کا تو اُس حکومت کا فرض بنتا ہے۔ کہ وہ ڈاکر ڈالنے کے طالب سے پہنچے ہی ڈاکوؤں کا ڈاکر ڈالنے سے روکے۔ اُنہیں گرفتار کرے۔ عبرتیاک مزادے۔ اگر سرکار جان بوجھ کو لوگوں کے وصن ماں کی حفاظت نہیں کرتی تو وہ اپنے فرض میں کوتاہی کرتی ہے۔ اور عدالت اُس مزادا کو گناہ کرنے کے مزادیتی ہے۔ بہت بار ان حکوموں نے دیکھا ہے۔ کہ ستیہ گرد کر نیو اسے سیو تمیں پیو۔ ستیہ گرد کے مقام پر بچنے ہی نہیں پاتے۔ لیکن سرکار کی کمپاری اُنہیں پہنچے ہی گرفتار کر لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ یوں ہوتا ہے۔ اس لئے نہ کہ وہ ڈاکر قانون کو دیا کر لے اخداون کو قانون توڑنے یا ڈاکر ڈالنے کے

وقت اُس بچے کے پریوار اور اُس کے پڑوں کو علم نہیں ہذنا کہ
یہ بچے کس کرم کی بدولت اندرھایا اپاہج ہو گیا۔ شریم کی
بنادٹ کا جو بھی نفس ہے۔ اُس سے سب بے بہرہ رہتے
ہیں۔ سب کے نادا قدر ہنے کی وجہ سے اُس بچے کے
شریم کی خرابی کو پیدا کرنے والے جو کرم ہیں۔ اور وہ کرم
جن غلطیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان غلطیوں کا بھی کسی
کو پتہ نہیں چلتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایشور مژاد سے
کہ جو گنہگار کو گناہ سے بچنے کی بات سوچتا ہے۔ اور لوگوں
کو اُس سے نصیحت دینا چاہتا ہے۔ اُس میں اُسے کامیابی
نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ایشور کا فرض بنتا ہے۔ کہ وہ کسی بھی
آدمی کو مژاد دینے سے پہلے اُس کے قصور کو ثابت کرے اور ثابت
کرے کہ اس آدمی نے یہ غلطی کی حقی۔ اس لئے اس کو یہ مژا
دی جا رہی ہے۔ ایسا کرنے سے ہی ایشور کی دی ہٹوٹی مژا
صحیح ہو سکتی ہے۔ نیز ایسا کرنے سے ہی کی عام لوگ تھے سے کاموں
سے ڈر کرنا سے چھوڑ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسا کرنے سے
ہی مژا یافہ آدمی کا سندھار ہو سکتا ہے۔ اور آئندہ پاپ
کرم سے پنج بھی سکتا ہے۔ پنتو ایشور ایسا نہیں کہتا۔

(۷)

جو پرستا گرام کا چھل دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ ۷

اُس میں گنہگار کو گناہ سے روکنے کی بھروسہ طاقت ہوئی چاہئے۔
دیکھا گیا ہے۔ کہ جو آدمی کسی کو مژاد سے سکتا ہے۔ دُدھ آدمی
اُس کو غلط کام کرنے سے روک بھی سکتا ہے۔ مثال کے طور
پر جو سرکار ڈاکوؤں کے گروہ کو اُن کے گناہ کے عومن ۷ سے
بیل میں بند کر سکتی ہے۔ یا پھانسی کے تختے پر لٹکا سکتی ہے۔
تُر اُس سرکار میں یہ بھی طاقت ہے۔ کہ اگر اُس کو پتہ چل جائے
کہ ڈاکوؤں کا گردہ فُلان گاؤں یا نگر ہیں، فلاں وقت پر
ڈاکوؤں کے کا۔ اور لوگوں کی زندگی تو سے کا تو اُس حکومت کا
فرض بنتا ہے۔ کہ وہ ڈاکر ڈالنے کے طالع میں سے پہلے ہی ڈاکوؤں
کا ڈاکر ڈالنے سے روکے۔ اُنہیں گرفتار کرے۔ عبرناک مژا
د۔ اگر سرکار جان بوجھ کر لوگوں کے دھن مال کی حفاظت
ہیں کرتی تو وہ اپنے فرض میں کوتاہی کرتی ہے۔ اور عدالت
اُس سرکار کو لگا ہکار ثابت کر کے مژاد دینی ہے۔ بہت بار
ان ہمکوں نے دیکھا ہے۔ کہ متین گرہ کر نیو اسے۔ سیوٹم
سیوک۔ سیتے گرہ کے مقام پر پہنچنے ہی نہیں پاتے۔ لیکن
سرکار کی کمپاری اُنہیں پہلے ہی گرفتار کر لیتے ہیں۔ یہ
سب کہوں ہوتا ہے۔ اس لئے نہ کروہ لوگ قاذن کو
کاہنے تھے۔ اس لئے قانون شکنی کی سیکم بنایوں
کو ایک لاخ والوں کو قزوں توڑنے یا ڈاکر ڈالنے کے

جذبی گرفتار کیا جاتے اس سے پہنچتے ہیں۔ ایسا کوئی ہمتوں نہیں۔
کرم پھل دینے والی شور سر و گیر ہے۔ سب کچھ جانتے والا
ہے۔ سرد و روشنی ہے۔ سب کچھ دیکھتے والا ہے۔ سر و شکنی مان
ہے۔ اور سماں میں بہت بڑا دیا گوئی ہے۔ دُہ جانتا ہے۔ کہ
نہ لاس آدمی یہ گناہ کر رہا۔ اور اُس وقت گریتا۔ میں حالت
میں اُس کا فرض بتتا ہے۔ کہ دُہ گناہ کی ذمیت کو بدی
دے۔ گناہ کرنے کا اس نے جو فیصلہ کر رکھا ہے۔ اُس سے دُہ
تبہیں کر دے۔ یا اس کے راستے میں ایسی روکاویں ڈال
دے۔ جس سے کہ دُہ گناہ کر ہی نہ سکے۔ اس کے برعکس اگر
ایشور گناہ کی کے لئے اسے ہمودن جذب ات کو جانتا ہو تو بھی اُ
اُنہیں روکنے کی طاقت نہ کھتنا ہو۔ بھی گناہ کار کو گناہ کرنے
سے نہیں روکتا بلکہ اگر ہمایا کو گناہ کرنے دیتا ہے۔ تو یہ پنا
کسی جسم کے نامہ پڑھتا۔ کہ دُہ دل ایشور اپنے فرض سے کوتاہی
کرتا ہے۔ نہ عزم ادا کرنے میں کوتاہی کر شید المائیسا ایشور
کیسے فرض شناسی مانصاف پسند رہیا تو۔ امن پسند کیا اور
مانا جا سکتا ہے؟ اگر کیا جائے۔ کہ ایشور نے جیوؤں کو کرم
کرنے کی آزادی دے رکھی ہے۔ جیو جو چاہے کرم کر سکتا ہے۔
ایشور اُس میں روکاوٹ نہیں ملتا۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ ایشور
لوگوں کو اُن کے کوہوں کا پھل ہی جیوؤں دیتا ہے؟ اس لئے

کہ ایشور کا سہ صاریح ہے۔ یا اس نے کہ اپناؤں بہلا دہ ہو۔ یا اس نے کہ
حکومت کرنے کی خواہ پوری ہو۔ اگر جن کلیاں کی جفاونا سے یا
دنیا کے سہ صارکے خیال سے ایشور گروہوں کا پھل دیتا ہے۔ پھر
تو اسے جیوؤں کو گناہ کرنے سے پہنچتے ہی رُوک دنیا چاہیے۔ تاکہ
لوگوں میں گناہ کرنے کی جفاونا ہی نہ رہے۔ اور ایشور یہ سب
کچھ اپنے دل بہلا دے سکے۔ نہیں کرتا ہے۔ اور اپنی حکومت بنانے
کے لئے کرتا ہے۔ تو ہمارا کہنا ہے۔ کہ لوگوں کے بھی کی نظر نہ کر کے
صرف اپنے ہی دل بہلا دے اور حکومت کی بھوک کو شامت کرنے کا
خیال رکھنے والی شخصیت کبھی ایشور گے شعasan پر نہیں بیٹھے۔
اُسے ایشور کہنا ہی ایک بہت بڑی بھروسہ ہے۔ (۸۰)

ایس قسمیاں بے شمار جیو ہیں۔ اور ان میں ایک اندریہ جیوؤں
(مشی پانی) ہوا۔ اگری۔ بیسری کے جیوؤں (کو صرف جسم یا ایک
وکلیندر یا (۶۴۵۱۰ لیٹر) (دو اندریہ۔ تین اندریہ۔ چار
اندریہ۔ والے جیوؤں کے جسم اور زبان یہ دو اور پنج اندریہ
لماں۔ انکو زان۔ زبان۔ تو جیا (۶۴۵۱۰) والے جیوؤں کو جسم
لماں اور دل یہ تین کرم کرنے کے ذریعے (سادھن) حاصل
ہوئے۔ جس بہر جیو ان کرم سادھنوں کے ذریعے ہمیشہ
کہہ دکھ کرنا ہی رہتا ہے۔ ایک جیو کی پل پل کی حرکتوں

کا انتہا س لکھنا اور ان کو اس کا پھل دینا اگر غیر ممکن نہیں تو
مشکل ضرور ہے۔ جب ایک ایک جنید کے پیلے پیل کے کارناموں
کا حساب کتاب رکھنا اور ان کا پھل دینا اتنا مشکل کام
ہے۔ تب دنیا کے انبیت چیزوں کی چھوٹی بڑی سمجھی حرکتوں
کا حساب کتاب رکھنا اور ان کا پھل دینا الشور کے لئے
کتنا مشکل کام ہو گا۔ یہ آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔
اس کے علاوہ دنیا کے انبیت چیزوں کی حرکتوں سے پیدا
شدہ کرموں کے چھلتان میں لے رہے سے الشور کیسے شانت
اور آندہ سروپ بنارہ سکتا ہے؟ یہ بھی قابل غور ہے۔
سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہم پتا پہ ما تھا کرم پھل دینے کا جھنجوت
کیوں کرتا ہے؟ اُسے کیا ضرورت پڑی کہ وہ سنوار کے انبیت
چیزوں کے کرموں کا حساب۔ لئے اور پھر ان کو سزا دے
کیا یہ چیز الشور کو دکھ پہنچاتے ہیں؟ یا اُس کی حکومت میں
کوئی خلل ڈالتے ہیں۔ دخل انہزاری کرتے ہیں۔ کچھ سمجھی میں
نہیں آ رہا۔ راجہ چور کو سزا دیتا ہے۔ اس میں اُس کی کوئی نکونی
غرض ہوتی ہے۔ کوئی مطلب پایا جاتا ہے۔ لیکن الشور ان
سب جھنجٹوں کو کیوں خریدتا ہے۔ اس سے اُس کی کیا غرض
پوری ہوتی ہے۔ اُسے کیا مطلب ہے۔ اس بات کا کوئی
چواب نہیں ملتا ایک طرف کہا جاتا ہے۔ کہ الشور نیروں کا رہے۔

اس میں کوئی دکار نہیں ہے۔ دوسرا طرف وہ اس پھر طے
ہیں پڑتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

(۹)

ذیکر چا جاتا ہے۔ کہ کسی کرم کا پھل تو کرہیوں کے کوئی وقت
مل جاتا ہے۔ اور کسی کا پھل کچھ وقت کے بعد ملتا ہے۔ کسی
کائنی سادوں کے بعد اور کسی کرم کا دوسرا جنم میں حاصل
ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کرم پھل کے چھلتان میں یہ فرق
کیوں؟ کیا الشور کے ہاں بھی رشد تین چلتی ہیں۔ جس نے
رثوت دے دی اُس کی مثل نکال دی اور جس نے نہ
دی اُسے بُری طرح پیس ڈالا۔ کیا وجہ ہے کہ کرموں کا
پھل کسی کو پہلے اور کسی کو بعد میں دیا جاتا ہے؟
اگر ہم الشور کو کرم پھل کا پہ دیا مان کر چلتے ہیں۔ تو الشور
پہنچ رجہ بالا دو ش آتے ہیں۔ جن کا کوئی لشی بخش جواب
نہیں ملتا۔ اس خیال کی آگے رکھ کر جین دھرم کہتا ہے۔ کہ
کرم پھل کے چھلتا نے میں الشور کا کوئی باقہ نہیں بلکہ کرم
بے محدود ہی تدریق اصولوں کے مطابق کرم کرہیوں کے کو اُس
کے پھل کا چھلتان کر دیتے ہیں۔ کرم پھل کیسے دیتے ہیں؟
اُس سبب دھرم میں پہلے صفحہ ۱۵ پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔
جیسے جیسے جین دھرم یہ ملتا ہے۔ کہ کرموں کا پھل اپنے آپ ملتا

بے۔ ایشہ رہنیں دیتا۔ اسی طرح کا خیال شرید جگوت گیتا
کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ گیتا کے پانچیں اوہیاٹے میں
کرشن مہاراج ارجن سے فرماتے ہیں۔

ن کار्त्त्वं न कर्मणे, लोकस्य सूजति इमुः।
न कर्मकलसाग्रं, स्वभावस्य प्रवर्तते ॥
नादत कास्थचित्पाव, न चैव सुकृतं विमुः।
अरात्नावृत रातं, नन मुहूर्यन्तिजन्तवः ॥
गीतا او صین ۵۔ شلوک ۱۵-۱۷

یعنی ایشور نہ تو اس لوک کو بنا تا ہے اور زندگی میں کہتا
ہے زادوں نہ دوہ پیامیوں کو اُن کے اچھے بھرے کرموں کا چل
دیتا ہے۔ بھی کچھ سوچاؤ وہ س्वभाव سے ہی ہو رہا ہے۔ تُد
اُصولوں کے ذریعہ ہی دُنیا کا چکر چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ
ایشور کسی کے پاپ پُن کی ذمہ داری بھی نہیں لیتا۔ اصلیت ہے یہ
ہے۔ کہ جیو الگیاں سے ٹڑکے ہونے کے کارن جھوٹ بھایاں
میں پڑتے ہوئے ہیں۔

گیتا کے ان شلوکوں میں کرشن مہاراج ارجن سے
صاف طور پر کہہ رہے ہیں۔ کہ کرموں کا چل پر ما تھا نہیں دیتا
بے سب تُد رقی اُصولوں کے ذریعہ سوچاؤ سے ملتا ہے۔ یہی
کہنا جیں وہم کا ہے۔

تمندی رجھتا لاسٹوڑا میں یہ قیلا نے کی کوشش کی گئی ہے کہ
کرموں کا چل ایشور نہیں دیتا۔ بلکہ کرم پر ماذ اپنے آپ بھائی اس
کا بھگتیان کر دیتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ کرموں کا
بھگتیان لازمی طور پر ہوگا۔ اور اس سے کسی حالت میں چشتکارا
ہیں ہو سکتا۔ جگوت جمادیہ ایک مگ فرماتے ہیں۔

"कर्त्त्वं न कर्मणे, लोकस्य सूजति इमुः।"
اُن لئے ہوتے کرموں کا بھگتیان کرنا پڑتا ہے۔ بنا ہو گے جیو کا اُن
کے چشتکارا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر فرو بشر کا فرضی اولین
کردہ کرم کرتے وقت اس بات کا دھیان رکھے کہ کرموں
کا بھگتیان لازمی کرنا پڑتے ہے گا۔ لہذا غلط کاموں سے پرہیز
کر اہنسا۔ ستیہ۔ بہ جم چریہ۔ پر بخوبی۔ دین و کیسوں کی
پرواہیزہ نیک اعمال کے ذریعہ پنچ جیون کو اونچا اٹھاتے۔
ہند صوفہ۔ سنسار میں مختلف شکتیاں دیکھتے ہیں آتی
کرم کی شکتی سب سے بڑاں مانی گئی ہے۔ کرم کے
کاروں انسان کی دماغی طاقت۔ جسمانی طاقت اور جو بھی دیگر
کاروں ہیں۔ وہ سب دصری دصرائی رہ جاتی ہیں۔ آدمی
اپنے اعلیٰ سے بہت کچھ سوچتا ہے۔ بڑی لمبی چوڑی سکیں
کاروں ہے۔ آکاش اور پاٹاں کو ایک کر دیتا ہے۔ مگر جب
کرم کا کوئی لبریتا ہے۔ تب اُسے باسکل ناکارہ بنا دیتا ہے۔

ارجن ہبھا بھارستا کا سپہ سالار مانا گیا ہے۔ اس کی اتنی بڑی طاقت تھی کہ وہ ہزاروں آدمیوں کو پیچے دکھل دیتا تھا۔ مگر کہوں کے گے اس تھی پیش نہ چلی۔

راجہ دراٹ کی نگری تھی۔ پانڈو ایک سال کا اگیات داس رچپ کر رہا، کہ رہے تھے۔ یعنی نے رسیا بن کر دن گزارے۔ دروپتی نے راجہ دراٹ کی داسی بنکر وفات کرایا۔ اور ارجن بھڑا بنکر ران کاریوں کو ناچنا کا نیکھایا کرتا تھا۔ جس کے آگے سیستھڑوں داس داسیاں رہتی تھیں۔ آج وہ خود کہوں کی بدولت داس بنکر۔ تو کہ بنکر دندگی کے دن پورے گردہ ہائے ارجن کی طاقت کو کون نہیں جانتا ہے۔ مگر کہوں نے اسے ایسا لئا۔ کہ اس کی کوئی طاقت اس کے کام نہ آسکی۔ ایک ارجن کیا۔ کہوں کے دربار میں ایسے ہزاروں اترجن پڑے ہیں۔ جن کی طاقتیں سمجھی دنیا کا نتی تھی۔ مگر کہوں نے انہیں فرار دیا۔ اسی لئے بھگوان ہداویر لے سنوار کے پرائیوں کو سندھیش دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ کہوں کے سروپ کو سمجھوا اور سمجھکر ان سے پیچنے کی ہمیشہ کوشش کر لئے رہو۔

جودہ نہ بخوبی دیدے جائے

کھروں کے آٹھ بھید

پیچے تباہا جا چکا ہے۔ مگر ہوں کے دو بھید ہوتے ہیں۔ ایک دردیہ (۵۰۰)، اور دوسرا بھاؤ (۱۰۰)، ملنٹش کے دل میں جب اچھے اور بھرے سنکلپ و کلپ پیدا ہوتے ہیں۔ تو اس وقت جیو آتا باہر کے پر ما نوؤں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ وہ کہنے ہوئے پر ما نو جب آتا ہے اپنا تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ تو دو درد جڑے ہوئے پر ما نو دردیہ کرم کہلاتے ہیں۔ اور جن سنکلپ و کلپوں کے آدھار پر پر ما نو آتا کی طرف کھینچتے ہیں۔ وہ سنکلپ و کلپ بھاؤ کرم کہلاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اب کوئی آتا کام کر دو۔ لو بھ۔ مودہ راگ اور دویش دعیرہ سنکلپوں میں اچھ جاتا ہے۔ تو اس وقت آخر پر دلیشوں میں اک جل میں سما پیدا ہوتی ہے۔ تو اس وقت اس جگہ پر جو ہوئے پر ما نو آتا کی طرف آتے ہیں۔ اور جیسے جلتے ہوئے کی بی تیل کو کھینچتی ہے۔ اسی طرح آتا ان پر ما نوؤں کو بھیتی ہے۔ اور وہ پر ما نو اس سے بھڑ جاتے ہیں۔ بھڑ سے پر ما نوؤں کو دردیہ کرم اور جن حرکات کی وجہ سے

وہ پر ماں کی پختہ ہی۔ ان حرکات کو جمادِ کرم کیا گیا ہے۔ جمادِ کرم کے ادھار پر ہی دردیں کیوں کامبند ہوتا ہے۔ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ بندھ کے لئے ہی اس کے جو بندھ میں جین آپاریہ فراتے ہیں کہ جیسا اور پر ماں کا اپیں میں جو بندھ ہوتا ہے۔ اُسے جین شاستر کاروں نے بندھ (جہنم) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ میڈھ کے چار حصہ ہوتے ہیں۔

پرکری بندھ

جب ہن مددگوں (پر ماں) کو گہن کرتا ہے۔ ان میں الگ الگ طاقت کا پیدا ہونا پر کرتی بندھ (جہنم)

ستھنی بندھ

جیونے ہن پر گوں رپر ماں (کو گہن کیا ہے۔ ان میں نلاں وقت تماں اپنے سو بھاؤ کو نہ چوڑتے ہیں جیو کے ساتھ رہ کے مفرود وقت کو سمجھتی بندھ (جہنم) تھے۔

اویحائی بندھ

جیو ہن پر گوں کو گہن کرتا ہے۔ ان میں پن وینے والی میڈھ طاقت کے پیدا ہونے کو اویحائی بندھ (جہنم) کا نام

ریا گیا ہے۔ ۲۔ پر دلیش بندھ

جو کے ساتھ کم دلیش پر ماں والے کرم سکنده صور دکرم پر ماں کا ستمود کا جڑنا پر دلیش بندھ (جہنم) کہلاتا ہے۔ اور ”پر کرتی بندھ“ دیگر شبدوں کا ارتقایسے بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ کرم پر ماںوں میں جو گیان کو طھک دینے۔ درشن کو روک دینے اور جیو کو سکھی دھکنے والے دیگرہ کا جو سو بھاؤ بنتا ہے۔ اُس سو بھاؤ کا بنا (حکما کی ماری) ہما پر کرتی بندھ ہے (۲) سو بھاؤ کے ساتھی اُس سو بھاؤ سے نلاں طامن تک الگ نہ ہونے کی مریادا کہلاتا ہے۔ جیو پر ماںوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کا لی مریادا کا بنا ہی طلاقی بندھ کہلاتا ہے۔ (۳) سو بھاؤ بننے کے ساتھ ہی اُس میں کم دلیش پر کرنے کی جو خاصیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ خاصیت ان بیانوں کو کہلاتی ہے (۴) گہن کیٹے جانے پر الگ الگ سو بھاؤ میں بدلتے ہوئے کرم پر ماں اپنے سو بھاؤ کے مطابق خاص خاص پر بیان (جہنم) کی امور میں بنت جاتے ہیں۔ یہ پر بیان (جہنم) (جہنم) کا بیان دلیش بندھ کہا جاتا ہے۔

ان بندھوں کو ایک مثال سے سمجھئے۔ جیسے مرد لذگ دیگرہ ادا کروانے والا ناشک (باشک کے دوسرے کرنے والا) ہوتا ہے۔

پت کو دُور کرنے والی چیزوں سے بنا یا ہوا لہٰ و پت کو اور کفت
دُور کرنے والی چیزوں سے بنا یا ہوا لہٰ و کفت کو دُور کرتا ہے۔ اسی
طرح جیسے جن پیدگلوں کو گرہن کیا ہے۔ ان میں سے بعض میں آنکا
کے گیان گن کے طحہ کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ کوئی کرم پیدگل
آنکے آندر گن کو نشست کرتے ہیں تو کوئی کرم آنکی انت شستی
کو نہ سمجھتا ہے۔ اس طرح الگ الگ کرم پیدگلوں (پرمانوؤں) پسندھ کا
پیدا ہوئی پر کرتیوں (مشکلتوں یا سوچا ووں) کو دُپر کرنی پسندھ کا
جاتا ہے۔

کوئی لہٰ و وزن میں پچاس گرام کا ہوتا ہے۔ کوئی سو گرام
اُن کوئی دو سو گرام کا ہوتا ہے۔ اسی طرح الگ الگ کرم دلوں
میں کرم پرمانوؤں کی تعداد کا کم دبیش ہونا پر دیش پسندھ ہوتا ہے
ٹلاکری ہے۔ کہ جن کرم پرمانوؤں کو جیو باندھتا ہے۔ ان پرمانوؤں
کی تعداد کا مقرر ہونا ہی پر دیش پسندھ ہے۔ یہاں یہ بات
اگر یعنی چاہئے۔ کہ جید سندھیات (رس کو گتنا جائے) سندھیات
(ہم اکاڈ جائے) انت رجن کا انت نہ ہو) پرمانوؤں سے بنے
ہوئے کرم سندھ کرم پرمانوؤں کا بہت بڑا ذخیرہ، کہ گرہن
ہیں کرتا۔ لیکن اتنا انت پرمانوؤں سے سندھوں کو گرہن کرتا ہے
اوپر کی لامزوں میں خار پر کار کا بندھ بتایا گیا ہے۔ ان
لامزوں پر کرتی بندھ ہے۔ پر کرتی بندھ میں کرم پیدگلوں میں جدا
ہے اسوبھا و پیدا ہوتے ہیں۔ دُو سوچا ویسے تو بے شمار میں

ہوتے ہیں۔ دُو زیادہ کڑو سے ہوتے ہیں۔ جن میں کم میتھے ڈبے ہوتے
ہیں۔ ان کی کڑوا ہیٹ کم ہوتی ہے۔ جیسے لہٰ و دلوں میں رسول کی
کی دبیشی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح کچھ کرم دلوں میں اشیعہ رس
(زیادہ اور کچھ میں اشیعہ رس کم ہوتا ہے۔ اس طرح کرم دلوں میں
زیادہ بہت زیادہ بہت ہی زیادہ کرم۔ بہت کرم۔ بہت ہی کرم۔
اپنے اور پرے رسول کا پسندھ ہونا "رس پسندھ" کہلاتا ہے۔ اس
رس پسندھ کو "الو بھاگ بندھ" بھی کہتے ہیں۔

کوئی لہٰ و وزن میں پچاس گرام کا ہوتا ہے۔ کوئی سو گرام
اُن کوئی دو سو گرام کا ہوتا ہے۔ اسی طرح الگ الگ کرم دلوں
میں کرم پرمانوؤں کی تعداد کا کم دبیش ہونا پر دیش پسندھ ہوتا ہے
ٹلاکری ہے۔ کہ جن کرم پرمانوؤں کو جیو باندھتا ہے۔ ان پرمانوؤں
کی تعداد کا مقرر ہونا ہی پر دیش پسندھ ہے۔ یہاں یہ بات
اگر یعنی چاہئے۔ کہ جید سندھیات (رس کو گتنا جائے) سندھیات
(ہم اکاڈ جائے) انت رجن کا انت نہ ہو) پرمانوؤں سے بنے
ہوئے کرم سندھ کرم پرمانوؤں کا بہت بڑا ذخیرہ، کہ گرہن
ہیں کرتا۔ لیکن اتنا انت پرمانوؤں سے سندھوں کو گرہن کرتا ہے
اوپر کی لامزوں میں خار پر کار کا بندھ بتایا گیا ہے۔ ان
لامزوں پر کرتی بندھ ہے۔ پر کرتی بندھ میں کرم پیدگلوں میں جدا
ہے اسوبھا و پیدا ہوتے ہیں۔ دُو سوچا ویسے تو بے شمار میں

آن گنت ہیں۔ پھر بھی جین آچاریوں نے مختصر انہیں آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ وہ آٹھ حصے ہی کروں کے آٹھ بجید کھلاتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ گیانا و رنیہ کرم

گیان آتا کا ایک گن ہے۔ اسی کے ذریعے جیو آتا دنیا کے پدار تھوڑا کو جانتا اور سمجھتا ہے۔ آتا کے باس گیان گن کو جو کرم ڈھکتا ہے۔ اسے گیانا و رنیہ (جیانا و رنیہ) کہا لیا ہے۔ جیسے بادل شووز کو ڈھک سیلتے ہیں۔ ویسے ہی یہ کرم آتا کی گیان روپی روشنی کو ڈھک لیتا ہے۔ اس کا زیادہ سے زیادہ شہراڑ (شہراڑ) تھیں کوڑا کوڑی ساگر رنگ (ساگر رنگ) کا (کام) اور کم سے کم ٹھہراڑ انشتر ہورت (انشتر ہورت) مانا لیا ہے۔

سوال ہو سکتا ہے کہ ساگر دم کے کیفیت ہیں۔ یہ بھی سمجھ لیجئے۔ خرض کردہ کوس کا لمبا چوڑا اور تھرا ایک گنوں سے ہے۔ اس میں سورج کی شعاعوں جیسے باریک بالوں کے ٹھہرے سے بھر دیئے گئے ہیں۔ وہ اتنے ٹھہراڑ میں تھہراڑیں کوڑا کوڑی ساگر دیم اور کم سے کم ٹھہراڑ انشتر ہورت مانا لیا ہے۔

۲۔ درشنا و رنیہ کرم

دستو کے سامانیہ (دھلکے سے)، علم کو درشنا و رنیہ کرم (درشنا و رنیہ کرم) کہتے ہیں۔ جو کرم آتا کی درشن فلکتی کو ڈھکتا ہے۔ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ وہ درشنا و رنیہ کرم ہوتا ہے۔ اس کرم کو دوار بیان (دربان) کے سامان مانا لیا ہے۔ جیسے دوار ہال راجد کے درشن کرنے میں گر کا دٹ دالتا ہے۔ اسی طرح یہ کرم پر ارثقوں کو دیکھنے میں گر کا دٹ بن جاتا ہے۔ یہ کرم جہاں دیکھنے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ وہاں اس کے اثر سے جیو کو ہندسی آتی ہے۔ جیو جو سوتے ہیں۔ اونگھتے ہیں۔ وہ سب اُسی کرم کا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا زیادہ سے زیادہ ٹھہراڑیں کوڑا کوڑی ساگر دیم اور کم سے کم ٹھہراڑ انشتر ہورت مانا لیا ہے۔

۳۔ ویدنیہ کرم

اس کرم کے ذریعے جیو کو شکھ دکھ حاصل ہوتا ہے۔ اس کرم (ویدنیہ کرم) (ویدنیہ کرم) ہے۔ اس کرم کا پھل

کوڑا کوڑی دکھ دکھ دکھ سے فربادے کے جو تعداد بنتی ہے کھوئیں خالی ہوں تب ایک ساگر دیم ہوتا ہے۔ ہورت دو گھر ٹی یعنی ۸۸ منٹ کا نام ہے۔ اس میں سے کچھ کم وقت کو انشتر ہورت کہتے ہیں۔

شہید آکوڑہ تلوار کو چاٹنے کے سامنے ہوتا ہے۔ تلوار کی دھار کر چاٹنے پر شہید کے چاٹنے سے مٹھاں سے بیٹھنے والا سکھ اور زبان کے کٹ جانے پر زخم سے ہوتے والاؤ کھدروں حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ویدنیہ کرم بھی جیون میں کبھی سکھ تو کبھی دکھ کا ماحول پیدا کرنے کا کام نہیں بنتا ہے۔ اس کا سکھرہ اڈنے یادہ سے نریادہ ۳۰ کوڑا کوڑی ساگر و پیم اور کم سے کم شہرہ اڈ ۱۲ مہورت کا ہوتا ہے۔

۷- موہینیہ کرم

جو کرم آنما کو موبہت کرتا ہے۔ بھلے اور بڑے کے گیان سے خالی کر دالتا ہے۔ اسے موہینیہ کرم (آئندہ کام) کہتے ہیں یا جو کرم آنما کے سیکلت (سایمک) (سچا و شواش) اور چالا گن (چالا گن) (رسپی عمل) کا ناش کرتا ہے۔ وہ کرم موہینیہ کرم کہلاتا ہے۔ یہ کرم شراب کی طرح مانا لیا ہے۔ جیسے شراب فی کر آدمی اپنے نفع لقصان کے گیان کو کھو بیٹھتا ہے۔ اور دوسرا نے ادھین ہو جاتا ہے۔ پر ادھین بن جاتا ہے۔ ایسے ہی جید کرم کے اڑ سے ستیہ استیہ کا گیان کھو کر کامنا اور وہ سننا کا دس بن جاتا ہے۔ اس کا سکھرہ اڈنے یادہ سے نریادہ شتر کوڑا کوڑی ساگر و پیم اور کم از کم شہرہ اڈ اسٹرہ مہورت کا مانا لیا ہے۔

۸- آیوش کرم

جس کرم کی موجودگی سے جیون زندہ رہتا ہے۔ اسی ختم ہوتے پر موت کی گود میں سوجاتا ہے۔ اس کرم کو آیوش کرم (آئیوش کام) کہتے ہیں۔ یہ کرم جیل کے سامنے بتلایا جاتا ہے۔ جیسے جیل میں ڈالا ہوا آدمی چاہتا ہو ابھی مقررہ وقت سے پہلے جیل سے نہیں چھوٹ سکتا ایسے ہی آیوش کرم کے پر بھاؤ سے جیو مقررہ وقت تک اپنے شری میں بند رہتا ہے مگر کافی زیادہ سے زیادہ طہرہ اور سالگرد پیم اور کم از کم سکھرہ اڈ اسٹرہ مہورت ہوتے ہے۔

۹- نام کرم

جس کرم کی مہربانی سے جیونا رکی (رُوک میں پیدا ہونے والے) پھولیش اور دیوان ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اسے نام کرم (نام کام) کہتے ہیں۔ یعنی جس کرم کی بد ولت یہ جیونا رکیہ ہے یہ کام کہلاتے ہیں۔ اس طرح بلا جاتا ہے۔ کوڑہ نام کرم ہے۔ یا کرم جیو کی مختلف حالیتیں بناؤ دلتا ہے۔ وہ نام کرم کہلاتا ہے۔ یہ کرم سارے کے سامنے بتلایا گیا ہے۔ جیسے چڑکار انیک رنگوں سے انیک پیاری عجیب و غریب تصویریں بناؤ دلتا ہے۔ ایسا ہی کام نام کرم کا ہے۔ اس کافی زیادہ سے زیادہ طہرہ اور ۲۰ کوڑا کوڑی ساگر و پیم اور کم از کم شہرہ اڈ اسٹرہ مہورت مانا گیا ہے۔

۱۰- گوڑ کرم

جو کرم جیو کو اپنے نجع بناتا ہے۔ اس کرم کو گوت کرم (جاتکاری) کہتے ہیں۔ اس کرم کی بدولت چھوٹی رہائی پکش (یعنی آنا کا خاندان) اور گل دیپتری پکش (یعنی پتا کا خاندان) دیغیرہ کی رو سے چھوٹا بڑا یعنی اونچا یا بیچا کہا جاتا ہے۔ یہ کرم کمہار کے سامان مانا گیا ہے۔ کمہار جیسے اچھے یا بیچے دونوں پر کار کے برتن تیار کرتا ہے۔ ویسے ہی یہ کرم جاتی اور گل کی رو سے چھوٹی اپنے نجع بناتا ہے۔ اس کا ادھک سے ادھک صہبہ ۳۰۰ کوڑا کوڑی ساتھ پہم اور کم از کم ٹھہراؤ ۸ مہورت کا مانا گی ہے۔

۸۔ انترائے کرم

جس کرم کے پر بھاؤ سے داں (دینا) لابھ (آمدی) بھوگ۔ (جن چیزوں کا ایک بار استعمال کیا جا سکے جیسے چھل۔ جل۔ بخون دیغیرہ کی سامانگری) اُپ بھوگ (جن چیزوں کا بار بار استعمال کیا جلتے۔ جیسے مکان۔ وسٹر۔ نیلوں دیغیرہ) ویرنج (بس طاقت سے جیو کام کرتا ہے) ان میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ اس کو انترائے کرم (جاتکاری) کہتے ہیں۔ یہ کرم خدا پنجی کے سامان تہلیا یا گیا ہے۔ بادشاہ کی اجازت ہو جانے پر بھی خدا پنجی کے برخلاف ہونے پر جیسے عریضہ کو دھن حاصل کرنے میں رکاوٹ اور ویفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ویسے ہی یہ انترائے کرم داں لابھ دیغیرہ کے کاموں میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ داں دینا چاہتا ہے۔ بھکاری

کرم سعدیا اس کی گروپ ریکھا کو جان کر بڑے کرموں سے سچنے کی
کوشش کریں۔ اور ایسے کام کریں جس سے کہ ہماری عاقبتاً شدھرے
اور آنے والی پڑھیاں اُسے ایک سچائی کی مشعل کے روپ میں دیجیں۔
دُنیا میں جتنے بھی انسان۔ حیوان۔ چرندے پسندے ہو رہے
اور جو جاندار نظر آتے ہیں۔ ان کی زندگی میں جتنے بھی فعل
اوہ مجمل دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی زندگی میں شکھ دکھ کا جتنا
بھی چکر چلتا ہے۔ یہ سب کرم کی ہی بدولت ہے۔ اور اُسی کی
تصویر ہے۔ شاعر اسی کرم کی تصویر کو آگے رکھ کر کہنا شد
یکھا ہے۔

دیکھو کرموں کی یہ تصویر بُشی جن تمہیں کھاتے ہیں
چاہے کہ لواسے تقدیر رشی جن یہ سمجھاتے ہیں
کرموں کی شکنی کہی نہ جائے کرموں کی ہے تھی نیاری
بن بن جنکے رام سے راجہ بھری جنک دُلاری
کچھ کرنہ نکے رکھو میر... دیکھ کرہیں...

تم قدم پر کرم کا چھڈیا کیسا چصل دکھائے
پل میں تو سرتناج دکھائے پل میں بھیک منکھائے
مٹے کرموں کی نہ تحریر... دیکھو...
کرموں کے آگے دُنیا کا نہ چلتا کوئی اپاٹے
دولت ہو تو ہر کوئی باستے کرم نہ باٹا جائے

چاہے لاکھ کر و تدبر... دیکھو....
کاہے کو دھیرج کھوئے اُت من بختکاٹے
من کا سوچا بھی نہ ہوتا۔ کرم ہی ناچ سچاٹے
پھر کیوں قوبہادے نیز... دیکھو....

ا-گیانا و رنیہ کرم

(شعر پر میں سجنوں !)

کہا جا چکا ہے۔ کرم آٹھ قسم کے ہوتے ہیں۔ کرموں کی تشریع
کرنے والے شرمن بھگوان ہمادیر سوامی نے کرموں کے آٹھ بھید
لائے ہیں۔ ان آٹھ کرموں میں سب سے پہلا کرم گیانا و رنیہ
کرم (جانانکارणی) ہے۔ گیانا و رنیہ کرم آتا کے گیان کو
لائتے ہے۔ تتوار تھ سوتر میں آچار یہ اُس اسوالی جیسے چیزوں کا لکش
ہیں کرنے والے بھائے بھائے۔

لکشان ۰۳۰۲ / جانانکارणی / ۰۳۰۲ /

اُسی شری نے آتا کے مژد پ کا اس سوتر میں خلاصہ کیا ہے۔
اُس فرمائے ہی۔ کہ اُپ یوگ (اُپاٹا) یعنی گیان آتا کا مُزپ
اُن آتا کا گن ہے جیسے روشنی سورج کا گن ہے۔ اسی طرح

گیان بھی آتنا کا گنْ ماندا گیا ہے۔ آتا کے اس گیان گنْ کو پر دہ بن کر جو شکتی ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی شکتی کو گیانا ورنیہ کرم کہتے ہیں۔ یہ کرم آتا کے گیان کی روشنی کو کیسے ڈھکتا ہے۔ یہ ایک دو مثالوں سے سمجھئے۔

۱۔ سورج سنسار کو روشنی دیتا ہے۔ اندھکار کو دُور کہتا ہے۔ گھر گھر میں اجلا کر دیتا ہے۔ مگر جب کالی کالی بد لیاں سورج کو اکر کھیر لیتی ہیں۔ تو چاروں طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ سورج بھٹے ہی روشنی بکھیرتا ہے۔ پر بد لیاں اُس میں رکاوٹ ڈال دیتی ہے۔ بادل جتنے گھرے ہوتے ہیں۔ اُتنا اُتنا اندھرا گھر ابھتا جاتا ہے۔ اور بادل جتنے ہلکے پڑتے چڑھاتے ہیں۔ اُتنا ہمی اندھرا کم ہونے لگتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ روشنی بڑھنے لگ جاتی ہے۔ بادلوں کے چھا جانے پر جیسی سورج کی حالت ہوتی ہے۔ ٹھیک ایسی ہی حالت گیانا ورنیہ کرم کے چھا جانے پر آتنا کی ہوتی ہے۔ گیانا ورنیہ کرم کا پر دہ بتا گھر اور مضبوط ہوتا ہے۔ اُتنا ہی اگیا تاکہ اندھیرا بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور گیانا ورنیہ کرم کے بادل جتنے کمزور ہوتے ہیں۔ ہلکے ہوتے ہیں۔ اُتنا ہمی اگیا تاکہ اندھیرا ہلکا ہوتا ہے۔ اس طرح آتا ایک سورج کی مانند ہے اور گیانا ورنیہ کرم کو بادل کہا جا سکتا ہے۔

پُرُن ماسی کا چندر ماں سنسار کو روشنی دیتا ہے۔ اور

تم جہائے ہتوئے چند رکھی پھو دوں کو نئی زندگی دیتا ہے۔ چندر ماں کے ملبوع ہونے پر چاروں طرف چاندنی چٹک جاتی ہے۔ اندر یہ رام دہا کر بھاگ جاتا ہے۔ مگر اسی چند ماں کو جب گھر ہن لگ جاتا ہے تو اندھیرا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور جوں جوں گھر ہن بڑھتا جاتا ہے۔ توں توں اندھیرا بڑھتا جاتا ہے۔ اسی طرح آتا کے سمبندھ میں بھی سمجھے لینا چاہئے۔ فرض کرو کہ آتنا پُرُن ماسی کا چندر ماں ہے اور گیانا ورنیہ کرم گھر ہن بنکر اُس پر چھایا ہوا ہے۔ جیسے گھر ہن ہنہ، ماں کی روشنی کو ڈھک لیتا ہے۔ اسی طرح سے گیانا ورنیہ کرم بھی آتنا کی گیان روشنی کو ڈھک لیتا ہے۔ گیان کی انتہا مالک کا مالک ہونے پر بھی جیو آتا ایسے لگتا ہے۔ جیسے خالی از روشنی ہو۔ پر یہ سب سہر باñی کیا نا ورنیہ کرم کے گھر ہن کی ہوتی ہیسے گھر ہن کے ہٹ جانے پر چاندر روشن ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اندھیرا دُور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گیانا ورنیہ کرم کا گھر ہن دُور ہونے پر یہ جیو آتا اگیا تاکہ اندھکار اُنکل کر گیان کے پر کاش میں آ جاتا ہے۔ گیانا ورنیہ کرم کے اُنکل سب یہ جیو آتا گرسا جاتا ہے۔ تو اُسوقت یہ گیان سے باکل خالی ہوتا ہے۔ یہن گیانا ورنیہ کرم روپی گھر ہن سے چھوٹ جانے کی روشنی بکھیرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

لاشیں آپ کے سامنے ہے۔ اس کی چمنی کے اندر تبی جل

رہی ہے۔ تبی کے دھوئیں سے چمنی باکل کالی پڑ گئی ہے۔ چمنی کے
باکل سیاہ ہو جانے پر لالین سے جو مقصود حاصل ہو ناچاہتا
وہ ہو نہیں پاتا۔ وہ انہیں کو دُور کرنے کی طاقت کھو بیٹھتی
ہے۔ بے قنک اس کے اندر شمع جل رہی ہے۔ مگر چمنی کی کالس
نے شمع کی روشنی کو باہر جانے سے روک دیا۔ اسی لئے وہ انہیں
کو دُور کرنے کے قابل نہیں رہی۔ جیسے چمنی کی کالس شمع کی
روشنی کو باہر نہیں جانے دیتی۔ اسی طرح گیانا درنیہ کرم کی کالس
آتا رہی شمع کی گیانا روشنی تو باہر نہیں جانے دیتی۔ آتا میں گیانا
کی شمع جل رہی ہے۔ اور اس شمع کی روشنی میں اتنی طاقت ہے۔
کہ ڈنیا کا ذرہ ذرہ اس سے روشن ہو سکتا ہے۔ کوئی چز اس سے
چھپی نہیں رہ سکتی۔ یعنی گیانا درنیہ کرم کی کالس اتنی تبردست
اور بھینکر ہے۔ کہ اس نے آتا کی گیانا روشنی پر غلبہ پالیا ہے۔
آتا میں گیانا کی روشنی ہونے کے باوجود اسے ایسے بنا دیا ہے
جیسے وہ روشنی سے باکل محروم ہو۔ آتا کی گیانا روشنی کو شمع
سے تشیع دی جاسکتی ہے۔ اور چمنی پر آئی کالس کو گیانا درنیہ کرم
کیا جا سکتا ہے۔ اگر چمنی کی کالس کو صاف کرنا شروع کر دیا جائے
اور کالس کو چمنی سے باکل الگ کر دیا جائے تو پھر شمع اپنے ظبور
میں آ جاتی ہے۔ اس کی روشنی انہیں سے روکر اسے بھانے
میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح گیانا درنیہ کرم کی کالس جب

دُور ہدنی شروع ہو جاتی ہے۔ تو آتا رہی شمع کی گیانا روشنی
ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔
یہ تعیک ہے۔ کہ گیانا درنیہ کرم آتا کی گیانا روشنی کو دھک
لاتا ہے۔ یکن یہ بات خاص طور پر سمجھ لیتی چاہئے کہ گیانا درنیہ
کرم آتا کے گیان گن کو صرف پردہ بن کر دھکتا ہی ہے۔ اسے
زم ہیں کر پاتا۔ آتا کا گیان گن ختم ہونے والا ہے بھی نہیں۔ وہ
کو اس کا ہمسہ ساقطہ رہتے والا ایسا گن ہے۔ جسے دنیا کی کوئی
لکھتی اس سے الگ نہیں کر سکتی۔ اور بتی مثالیں دی گئی ہیں وہ بھی
اس سچائی کو ظاہر کرتی ہیں۔ کالے کا لے بادل بجلے ہی سورج کو
کاہم ہیں۔ سورج کی روشنی کو دھک لیں۔ چاروں طرف انہکار
ہمہ دیس مگر پھر بھی وہ سورج کی روشنی کو ختم نہیں کر سکتے سورج
کو بھی بھینکر سے بھینکر بادل آ جائیں۔ مگر سورج میں روشنی
لٹاوت بُوں کی ٹوں رہتی ہے۔ چند رہاں جب گرہن سے
اس لیا جاتا ہے۔ تو بجلے ہی اس وقت چاروں طرف انہیں
چھاہا۔ مگر گرہن چند رہاں کی روشنی کو نشست نہیں کر سکتا۔
اُس کے دھک سکتا ہے۔ ختم کرنا اس کے قابو کی بات نہیں۔
اُس کی چمنی بتتی جتنا کالی ہوتی چلتی جاتی ہے۔ آتا آشنا زیر
کاہما ہاتا ہے۔ اس سچائی سے کبھی انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر
انہکار کے بڑھ جانے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کالس

نے شمع کی روشنی کا دبودھی ختم کر دیا۔ جیسے بادل سورج کو گیرتے
ہیں۔ گہری چند رہاں کو گرس لیتا ہے۔ لاٹین کی چینی کی کاہس
شمع کی روشنی کو باہر آنے میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ ٹھیک ویسے
ہی گینا ورنیہ کرم کے بادل آتا روپی سورج کو ڈھک لیتے ہیں۔
گینا ورنیہ کرم کا گہری ہن آتا روپی چند رہاں کی روشنی کو روک
لیتا ہے۔ اور گینا ورنیہ کرم کی کاہس آتا روپی شمع پر غلبہ پاک
روشنی کو باہر آنے نہیں دیتی۔ گھر بھی ہوا آتا کی گیان شکتی یہ ستور
قائم رہتی ہے۔ مٹول روپ سے اس کا ناش نہیں ہوسکتا۔
گینا ورنیہ کرم جتنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ الگیاتا کا
اٹنا زیادہ زور ہوتا ہے۔ اور گینا ورنیہ کرم جتنا ہلکا ہوتا ہے
اُتنی الگیاتا ہلکی ہوتی ہے۔ گھر اُجھنے بادل زیادہ گہرے ہونے
اتراہی اندر ہمراہ ہوگا۔ جھنے ہلے ہونگے اُتنا ہی اندر ہمراہ بی
کم ہوگا۔ سفید کپڑے پر میل کی تھیں جتنی ہلکی اور کمزور ہوتی ہیں
کپڑا اُتنا کم میلا انظر آتا ہے۔ اور جتنی جتنی میل کی تھیں بس
چلی جاتی ہیں۔ اُتنا اٹنا زیادہ میلا ہوتا چلا جاتا ہے۔ سفید
گھنٹی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح جیو آتا روپی کپڑے پر گینا
کرم کی میل کی تھیں جتنی ہوئی اور زیادہ مضبوط ہونگی۔ گیان
کی سفیدی کم ہوتی چلی جاتے گی۔ اور جتنی میل کم اٹتے
اُتنی گیان کی سفیدی بڑھتی چلی جاتے گی۔

۴۵

ہم روز دیکھتے ہیں۔ کچھ بچے ایسے بُدھی مان ہوتے ہیں۔ جو
امڑ سا جب سے سب سین پڑھتے ہیں یاد کر لیتے ہیں۔ کچھ رکھوں کو گھر
چاک سین یاد کرنا پڑتا ہے۔ کچھ بڑکے سارا دن قحط کرتے
ہیں۔ بڑھے کی طرح رہتے رہتے ہیں۔ پھر بھی ان کو سب سین مشکل سے
اوہتا ہے۔ اور پھر سونے کے بعد جب اُفتہ ہیں تو یاد کیا کرایا
ہوں جاتے ہیں۔ کچھ بچے ایسے ہوتے جو کسی کسی دن یاد کرنے میں لجئے
ہیں۔ گھر والے بذریعہ ٹیوشن بھی کسی پوری کرانے کی کوشش
ہیں۔ مگر اتنی جدوجہد کے باوجود بھی ان بچوں کے پتے کچھ نہیں
کا۔ ایک چھوٹا سا سین بھی وہ یاد نہیں کر پاتے اس طرح بچوں کے
بڑھو بُدھی کی زیادتی یا کمی دیکھنے میں آتی ہے۔ یہ رب گینا ورنیہ
کا ایسی پر بھاؤ بھائی چاہئے۔ جس بچے کی زندگی میں گینا ورنیہ
کا ایسا زور ہے۔ اُسرا پتھک کی دماغی طاقت زیادہ کمزور
ہے۔ اور جس بچے کی زندگی میں گینا ورنیہ کرم کا زور نہ بہت
زیادہ نہ ہوتا کم بھی درمیانی حالت میں ہے۔ وہ بچہ درمیانی
حالت ہی اپنے تعییی میدان میں آگے بڑھ سکتا ہے۔ جس بچے
کو کرم سے پوری طرح غلبہ پا رکھا ہے۔ اُس بچے کی دماغی
کمزور ہو گی اور وہ لا کھو کر شیش کرنے کے باوجود
حالم محاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔
اُس ایم لے کو کون نہیں جانتا۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے۔

کہ ان کی دماغی طاقت بہت تیز تھی۔ اتنی زبردست بُدھی کے یہ مالک
تھے کہ جس چیز کو سن لیتے تھے۔ اُسے ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ اور ایک
بار جس اکثر کو پڑھ لیتے تھے۔ ان کے دماغ سے کبھی نیکتا نہیں تھا۔
ان کی قوت یادداشت اتنی بلند پائی کی تھی۔ کہ کبھی کتاب کو جب
دُہ شروع سے آخیر تک پڑھ لیتے تھے۔ تو وہ کتاب انہیں حفظ ہر
جاتی تھی۔ اور یادداشت کی بھی انتہا تھی۔ کہ اگر آخر سے شروع کی
طرف پہلیں تو بھی وہ ہو بہو شنادیتے تھے۔

جین شاستر دیں میں بھگوئی سو تو بہت بڑا شاستر
راتن چند جی ہمارا ج ایک بار پنجاب پڑھا رہے تھے۔ اور جنیدر کو
ٹھوپھکول (انہالہ ہریانہ) میں انہوں نے سواد دھان کئے تھے۔
لوگوں نے رکھا تار اُن پر مختلف سوالوں ایک بار کی کئے تھے۔ اس
سوالوں میں کئی سوال بیانی کی بڑی بڑی رقموں کے بھی تھے۔
بہب سوال کئی جا رہے تھے تو وہ خاموشی کے ساتھ صب سوالوں کو
جھستہ رہتے۔ جب سوکے سو سوال ختم ہو گئے۔ تب انہوں نے سو
وار اُسی ترتیب سے ایک ایک سوال کا جواب دیا۔ سوال اور
اس کے جواب میں پوری جزداداری سے کام لیا گیا۔ سب کے س
جواب تسلی بخش تھے۔ صحیح تھے۔ اندازہ لگایا کہ پہلے کام
سو سوالوں کی یاد رکھنا اور پھر ان سوالوں کا ترتیب داد
جواب دینا کتنا مشکل کام ہے۔ میکن آفریں تھے اُن کی دماغی

کے کو انہوں نے پناہی بھجک کے ہر آدمی کی تسلی کی اور اپنی دماغی طاقت
کے ہو ہر دکھائے۔

جین دھرم دوا کر ساہتیہ رتن جین آگم رتنا کر آچار یہ سحر اٹ
پُجھی ستری آثارام جی ہمارا ج کے چند نوں میں جس کیسی آدمی کو سچنے
کا موقعہ ملا ہے۔ وہ اُن کی عظیم علمیت۔ تابیت اور یادداشت
سے بخوبی واقع ہے۔ آچار یہ سحر اٹ ستری جی ہمارا ج کو ۳۶ سو تو
ایسے یاد پڑے سے تھے۔ جیسے سکون ماسٹر گو ایک سے لیکر صراحت کی
لگتی یاد ہوتی ہے۔ جن شاستر دیں میں بھگوئی سو تو بہت بڑا شاستر
ماں آیا ہے۔ اس میں بھگو ان گوتم کے ۳۶ ہزار سوال ہیں۔ اور بھگو ان
چھادی کے ذریعے دیتے گئے۔ اُن سوالوں کے ۳۶ ہزار جواب ہیں۔
الدالہ لکھائے کہ وہ لکھا بڑا شاستر ہے۔

ایتنے بڑے بڑے شاستر دیں کام پا نا بچوں کا کیبل نہیں ہے۔
شاستر دیں کے ہما ساگر میں کون متوفی کہاں پڑا ہے۔ اور کبیں شکل
ہوا ہے۔ ہمارے آچار یہ سحر اٹ اس سے بخوبی واقع تھے۔
اُن کی بھی جن شاستر کی کوئی بات پوچھ لی جاتی تھی۔ تو وہ جھدٹ
اللادہ کرتے تھے یہ بات نہ اس شاستر کے لفاظ اور صیائے کی فلماں
کا لفایں لکھنے ہے۔ تقوار چھ سو تو (چھ سو تو) کے متفرق
وکر سہروائے کے لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ یہ شاستر وکبر (وکبر) اُن
آچاریوں کا بنایا ہوا ہے۔ ٹھوٹا مہر (چھ سو تو) جین آگم

کے ساتھ اس کا کوئی تعقیل نہیں پہنچا رے شاستروں کے ادھیے کوئی
کے وہ دو ان آچاریہ سمراث پوجیہ شری آثارام بھی ہمارا جلے اپنی
علمیت کے کوششے دکھاتے ہوئے یہ ثابت کر دیا کہ تواریخ شوہر شاہ
جیں آگوں کے بیچ میں سے نکال کر بنایا گیا ہے۔ اور جس جس جگہ سے
جو جو پاٹھ لیا گیا۔ وہ سب انہوں نے جین آگم سنوے (۱۷۷۷ء)
میں نے پاٹھ نکال زکال کر دکھلانا بہت بڑی دلماگی فوت کا کوشش
ہے۔ آچاریہ شری بھی کے اس بخوبی کے لئے مہندوستان ہی نہیں
پور پاکے وہ دو ان بھی عشق عشق کر اٹھ۔

شلوکوں کا مطلب سمجھانے کا کشت کیجئے۔ پورھے بہمن کی یہ
بنتی شنکہ آچاریہ ہمارا جن نے اُس گرنتھ کو ہاتھ میں لے کر جب
پڑھنا شروع کیا تو پس پچھے اسکے لئے یہ ایک نیا گرنتھ تھا۔ نئی چیز دیکھنے
میں وقت لگتا ہے۔ اس خیال سے اُنہوں نے پنڈت جی سے کہا۔
آج اس گرنتھ کو ہمارے پاس رہنے دیجئے۔ مل آپ جب آئیں
لے تو آپ کا خیال پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ آچاریہ شری^{۲۴}
بھی کی یہ بات سن کر پنڈت جی دہا سے چلے گئے۔ پنڈت
بھی کے چلے جانے کے بعد آچاریہ شری نے اُس گرنتھ کو دو حصوں
میں بانٹ دیا۔ ایک حقیقت اپنے پاس رکھ لیا اور دوسری حقیقت اپنے
وہ دو ان شیشیہ کو برائے مطالعہ دے دیا۔ آچاریہ شری بھی نے
اپنے جھٹے کے پانچ سو شلوک پڑھ لئے اور ان کے شیشیہ نے
اپنے جھٹے کے پانچ سو شلوک پڑھ لئے۔ رات کو جب گورودشیش
وہ دوں اکٹھے ہوئے تو شیشیہ نے آچاریہ شری بھی سے عرض
کیا۔ کو رو دیو! جو پانچ سو شلوک آپنے دیکھے ہیں وہ مجھے سنانے
کر دیں۔ آچاریہ شری نے شیشیہ کی اچھا پوری کرنے کے لئے
ایک سو شلوک جو ایک سربری نظر سے پڑھے تھے۔ زبانی میں
ہمارا پورش ہمارے نگر میں پڑھا رے ہیں۔ تو میں نے سوچا۔ کیوں
نہ آپ شری سے نایا ہڈھاؤں۔ لہذا اسی خیال کوئے کر آئیں
میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ کہ پاکر کے اس گرنتھ کے

اور آچاریہ شری سے شلوک شن کرت بیشی نے یاد کر لئے۔ اس طرح دونوں کو ہزار ہزار شلوک یاد ہو گئے۔ اگلے دن جب گزندھ دا
بڑھا و دوان آیا تو آچاریہ شری جی نے اس کا گزندھ اس کو
والپس کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تم جہاں سے چاہو پوچھ سکتے
پنڈت نے ایک دو شلوک پُرچھے تو آچاریہ شری جی نے دھرا
دھرا ایسے سُنا دیا جیسے انہوں نے ہمپن میں یاد کر رہے ہوں آپ
شری سے اس طرح حفظ شلوک شن کر بڑھے پرہمن کی جیران
کی انتہا نہ رہی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ ہمارا جب آپ تو شلوک
کو ایسے بول رہے ہیں جیسے یہ پہلے آپ کو یاد ہوں۔ یہ گزندھ تو پہلی
بار جھنڈار سے باہر آیا ہے۔ آپ نے ان شلوکوں کو کیسے یاد کر دیا۔
اس پر آچاریہ شری بھی بولے۔ تمہارے لائے سے پہلے ہم نے
کبھی اس گزندھ کو دیکھا نہیں تھا۔ یہ سب شلوک ہم نے مکمل ہی یاد
کئے ہیں۔ آچاریہ شری بھی تکی دامنی قوت کی بندی کو دیکھ کر بڑھے
پرہمن نے اپنا مستک اُن کے چڑھوں میں ختم کر دیا۔

مندرجہ بالا جتنی مثالیں دی گئی ہیں میں میں سب کا ایک ہی
مقصد ہے۔ وہ یہ کہ جس انسان کا گیانا ورنیہ کرم کمزور ہے۔
گیانا ورنیہ کرم کے بادل پہنچ کے ہیں۔ تو اس کی دماغی قوت بہت
بڑھ جاتی ہے۔ اور اس کے لئے کوئی چیز بھی نہیں یا جانشی مشکل نہیں ہے
بزرگ اس کے جس انسان کے گیانا ورنیہ کرم کے بادل گھنکھ

کمال طرح سے چاٹے ہوئے ہیں۔ اُس کی حالت اُنی خراب ہوتی
ہے۔ اگر وہ پانچ پانچ بار امتحان میں بیٹھنے پر بھی کامیاب نہیں
ہے۔ کہاں پولے اُسے بہت سمجھاتے ہیں۔ تعلیم کے فوائد اُس کے ساتھ
لگتے ہیں۔ تعلیم یافہ لوگوں کی بندی کے نظارے دکھلاتے ہیں۔ مگر
اُس انسان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جیسے گھٹے کی پونچھ بارہ سال تک
ہیں، ہر تیز طرح کی طیز طرح ہی رہتی ہے۔ اسی طرح گیانا ورنیہ کرم
کے ہمال میں اُبھے ہوئے انسان پر بھی ہزار نصیحتوں کا کوئی اثر نہیں
ہوتا۔

گیانا ورنیہ کرم کے بھید

گیانا کے معنی ہیں۔ جانا۔ آتنا کی جس طاقت کے ذریعہ دنیا کی
بیرون کا علم حاصل کیا جاتا ہے۔ اسے گیان کہتے ہیں۔ اس گیان کو
جگات پر دین کر دھک دیتی ہے۔ اسے گیانا ورنیہ کرم کیا جاتا ہے
جسیں آچاریوں نے گیانا ورنیہ کرم کے پانچ بھید کئے ہیں جو مذدر جد
دیل ہیں۔

اہمیتی گیانا ورنیہ

کسی بھی چیز کا جب ہم گیان حاصل کرتے ہیں۔ تو اس کا ایک
ڈھنگ ہے۔ طریقہ ہے۔ سب سے پہلے اندھیہ (۲۴) (۲۵)
اور پار تھہ کا سجدہ دھنٹتا ہے۔ اس کے بعد اندریہ کامن سے

سمیندھ جھڑتا ہے۔ پھر گیان حاصل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سلطان گھڑی پڑتی ہے۔ سب سے پہلے ہماری آنکھیں اُس گھڑی کو بینا ہیں۔ آنکھوں کا اور گھڑی کا آپس میں سمبندھ جھڑتا ہے۔ اُس کے بعد آنکھوں کے ساتھ جڑا ہو امن گھڑی کے گیان کو پر اپنا کرتا ہے اگر آنکھوں کا اور من کا سمبندھ ڈٹ جائے تو چاہے گھڑی آنکھوں کے ساتھ پڑتی ہو پھر بھی گھڑی کا گیان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے گھڑی کا گیان حاصل کرنے کیلئے جہاں آنکھ اور گھڑی کا سمبندھ صحت ہوتا ضروری ہے۔ وہاں من اور آنکھ کا جڑنا بھی نہایت ضروری ہے۔ ان سب باالوں سے ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ گھڑی ہے یہ جو علم ہوا ہے۔ اس علم میں آنکھ اور من یہ دونوں مددگار ہوتے ہیں۔ جیسے شاستر کاروں کا دشواں ہے۔ کہ جس گیان میں آنکھ کا زبان دیگر اندرونیوں اور من کی مدد کی ضرورت پڑے اُس گیان کو متی گیان کہتے ہیں۔ اُس متی گیان پر جو طاقت پر دہن کر اسے ڈھن دیتی ہے۔ اُسے متی گیانا و زینیہ (جذبہ) کہا جاتا ہے۔

۳۔ اودھی گیانا و زینیہ

اندرونیوں اور من کی مدد سے بنائی کچھ مریادا کو لئے ہوئے روپ والے (جس میں ورن۔ یوس گندھ اور پرسون) پدار تھوڑا کا بھر گیان ہوتا ہے۔ اُسے اودھی گیان کہتے ہیں۔ متی گیان اور شرست گیان میں اندریہ اور من کی مدد ضروری ہے۔ مگر اس اودھی گیان میں ان دونوں کی مدد کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پس انسان کو اودھی گیان ہوتا ہے وہ آنکھیں بند رکھنے کے باوجود بھی روپ والے پدار تھوڑے کو پڑراوں میں دور پڑے ایسے دیکھ لیتا ہے جیسے کھلی آنکھوں والا دیکھتا ہے۔ یہ گیان

شاستروں کے پڑھنے اور سشنے سے پدار تھوڑے کا بھر گیان ہوتا ہے۔ یا متی گیان کے بعد ہونے والا گیان شرست گیان کہلاتا ہے۔ اس گیان میں شبد اور اُس کے ارتھ کا وچار خاص طور پر رہتا

انسان کو تپیسیا سے حاصل ہوتا ہے۔ شری اپاسنگ دشانگ سورہ (کامی نگر کے مشہور و معروف سیمٹھ آندھا خاپتی (دھنی) کو اودھی گیان پیدا ہو گیا تھا۔ اور وہ اسراور دھنی گیان کی بدولت پورب دشائیں لون مسندر (کوئٹھا لکھنؤ) میں پانچ سو یو جن (باجن) تک ادھولوک (کھالیہ) (آندھا) میں لوگو پا چڑت (ادھل پا چڑت) نامی نہ کہا سب پدار بخوبی کو جانتا اور دیکھنے لگا گئے تھے۔ اودھی گیان سادھنا اور تپیسیا کے کارن انسان اور جیوان کو ہوتا ہے جنم سے ولیتا اور نار کی کو ہوتا ہے۔ اودھی گیان پر جو کرم پر دھال دیتا ہے۔ بر قصہ پہن کر اسے ڈھک لیتا ہے۔ اسے اودھی گیانا ورنیہ (آندھا لکھنؤ) کرم کہتے ہیں۔

۲۷۔ مہنہ پر یو گیان

اندریہ اور من کی مد کے پنا کچھ مریا دا کو لئے ہوئے جو گیان من والے جیزوں کے مانسک بھاؤں کو جانتا ہے۔ اس گیان کو مہنہ پر یو گیان (لکھنؤ) : پاریکھان (من) کہتے ہیں۔ اس کو ذرا امغافل سے بچھتے۔ جب ہم کسی بچے کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اس کی آنکھوں کی تو ہر سے دیکھتے ہیں۔ تو اس پتلی میں اپنا عکس نظر آتا ہے۔ بچے ہی کیا بات ہے۔ کسی بھی آنکھ کے سامنے جب کوئی چیز

اتی ہے۔ اس میں اس کا عکس دیکھا جاتا ہے۔ جیسے بخوبی کو پتلی میں تصویر اُترتی نظر آتی ہے۔ اسی طرح سے انسن فلاستر کے جانتے والوں کا کہنا ہے۔ کہ من کے اندر جو بھی سنکلپ و کلپ اُٹھتے ہیں۔ من کے سارگیں خیالات کی لمبی اُٹھتی ہیں۔ اُن کی ہمارے من پر تصویریں اُترتی چلی جاتی ہیں۔ مہنہ پر یو گیان کے دھارن کرنے والا شخص اُن تصویریں کو دیکھتا ہے۔ دیکھ کر ہن خیالات کی بنای پر وہ تصویریں اُتری ہیں۔ انہوں نے اُن خیالات کو جان لیتا ہے۔ من پر خیالات کی اُتری ہوئی تصویریں وہ کو۔ تصویریں سے آدمی کے خیالات کو جان لینا ہی مہنہ پر یو گیان کہلانا ہے۔ کوئی آدمی کوئی خیال لیکر کسی مہنہ پر یو گیانی کے پاس جب پہنچتا ہے۔ تو وہ اُسے دیکھتے ہی بھٹ بول اُٹھتا ہے۔ کہ آپ یہ سوچ کر آئے ہیں۔ آپ کے من میں یہ خیال ہے۔ اس طرح کے سنکلپ و کلپ آپ کے من میں چکر کاٹ رہے ہیں۔

متی گیان۔ فرمت گیان اور اودھی گیان جیسے آتنا کی فلکتیاں ہیں۔ دیسے ہی مہنہ پر یو گیان بھی آتنا کی ایک فلکتی ہے۔ آتنا کا خاص گن ہے۔ اس گن کو جو کرم نشرت کر دیتا ہے یا ڈھک لیتا ہے اُسے مہنہ پر یو گیانا ورنیہ کرم (کامپھل کھانہ) (کامپھل کھانہ) کہتے ہیں۔

۵۔ کیوں گیانا ورنیہ

ماہی رکھ راز ماہی حال (موجودہ نہ ماہ) مستقبل دا گے

آنے والا) ان میں ہونیوالے دُنیا کے تمام پدار قبوں کو ایک ساتھ جانے والا گیاں کیوں گیاں کہلاتا ہے۔ یعنی جو چیز پڑے نہ ماں میں تھی اور اب ہے اور آئندہ ہوگی۔ اُس کا جو گیاں ہوتا ہے۔ وہ کیوں گیاں ہے۔ جس شخص کے پاس کیوں گیاں ہوتا ہے۔ وہ گھٹ کھٹ کیا گیا۔ ہر چیز کا جانن ہارا اور دیکھنے والا ہوتا ہے۔ دُنیا کی کوئی چیز کوئی حرکت اس سے چھپی نہیں رہتی۔ چاہے کوئی آدمی پاتال میں جا کر یاسات کو ٹھہر طریقے میں یہ نہ ہو کر کسی کام کو کرے مگر وہ کام کیوں گیاں کی آنکھوں سے اُدھل نہیں رہ سکتا۔ کیوں گیاں ایک ساگر ہے جس میں متی گیاں۔ مژترت گیاں۔ اودھی گیاں۔ مینہ پریو گیاں اور کیوں گیاں ڈھک لیتا ہے۔ اور پرده بن کر اُس پر چھا جاتا ہے۔ اُسے گیانا ورنیہ کرم کہتے ہیں۔ اُب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گیانا ورنیہ کرم کیسے باندھا جاتا ہے۔ کون سے ایسے کارن میں جن کی بدولت اُس کی پیدائش پر درش ہوتی ہے۔ یعنی کے پنا جسے درخت نہیں ہوا پاتا۔ مول کے پنا بیارچ حاصل نہیں کیا جاتا۔ اور مان کے پنا بھی بچ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک ایسے ہی پنا کی کارن کے گیانا ورنیہ کرم کا جنم نہیں ہو سکتا۔ یہی سوال اڑھائی ہزار درش پڑے مذکور قبیلہ سین و حرم کے چوبیسویں تیر نفنک بھلوان ہوا دیر کے سامنے اُن کے پر دھان شیشیہ مشری گوتم جی ہمارا جنہے رکھا تھا۔ مشری گوتم جی ہمارا جن کے سوال کے جواب

گیانا ورنیہ کرم۔

کیسے باندھا جاتا ہے؟

گیانا ورنیہ کرم کیا ہوتا ہے۔ گیانا ورنیہ کرم کے کہتے ہیں؟ اس سوال کو سکھ کر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اگر مختصر اس کی تعریف کی جائے تو گیانا ورنیہ کرم کا مطلب ہے وہ کرم جس کی بدولت چھو آتا کامتی گیا۔ فخرت گیا۔ اودھی گیا۔ مینہ پریو گیا۔ اور کیوں گیا۔ ڈھک لیتا ہے۔ اور پرده بن کر اُس پر چھا جاتا ہے۔ اُسے گیانا ورنیہ کرم کہتے ہیں۔ اُب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گیانا ورنیہ کرم کیسے باندھا جاتا ہے۔ کون سے ایسے کارن میں جن کی بدولت اُس کی پیدائش پر درش ہوتی ہے۔ یعنی کے پنا جسے درخت نہیں ہوا پاتا۔ مول کے پنا بیارچ حاصل نہیں کیا جاتا۔ اور مان کے پنا بھی بچ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک ایسے ہی پنا کی کارن کے گیانا ورنیہ کرم کا جنم نہیں ہو سکتا۔ یہی سوال اڑھائی ہزار درش پڑے مذکور قبیلہ سین و حرم کے چوبیسویں تیر نفنک بھلوان ہوا دیر کے سامنے اُن کے پر دھان شیشیہ مشری گوتم جی ہمارا جنہے رکھا تھا۔ مشری گوتم جی ہمارا جن کے سوال کے جواب

میں بھلگوان ہماویر نے جو کچھ فرمایا تھا۔ اُسی کا بجا و اپنے شدوف میں
ہیان کرتا ہوں۔ بگیانا ورنیہ کرم کے باندھنے کے مندرجہ ذمل کچھ
دو ہات ماںی کئی ہیں۔

۱۔ تعلیم کی بے ادبی

تعلیم یا گیان کی بے ادبی کرنا۔ اُس کی بغاوت کرنا۔ اُس میں
نقضیں لکانے گیا نا ورنیہ کرم کے باندھنے کا پہلا کارن مانا گیا ہے
دنیا میں کچھ لوگ ایسے دیکھتے میں آئے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنا
عقیدہ بنا لیا ہے کہ پڑھتے رکھتے لوگ ہی فساد کی جڑ ہیں۔ جہاں
تعلیم ہے وہی جھگڑے ہوتے ہیں۔ جہاں تعلیم کی روشنی ہیں
ہوتی وہاں کوئی جھنجڑا ہیں ہوتا۔ کسی قسم کا بحث سماحتہ ہیں
ہوتا۔ ایک نے کہی دوسرا نے ماںی اس طرح سمجھی گیا فی بن تک
شان دار ڈھنگ سے اپنی زندگی گذار یعنی ہیں۔ آج کے زمانہ
میں جتنی زیادہ تعلیم پڑھ دی گئی ہے۔ اتنے ہی زیادہ جھگڑے پڑھ
گئے ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تعلیم کا آنکار ورنہیں تھا۔
تو اُس وقت نہ اتنے وکیل تھے، نہ اتنی عدالتیں ہوتی تھیں جوں
جوں تعلیم سر اٹھا رہی ہے توں توں مصیبتیں اور وقایتیں پڑھتی
چلی جائی ہیں۔ تعلیم کی یہ بغاوت صرف دنیاوی انسانوں
میں ہی نہیں۔ بلکہ دنیا کے موہ مایا کے بندھنوں سے الگ ہوتی

کا دعوے کرنیوالے سادھو سنتوں میں بھی دیکھنے کو ملی ہے۔ ایک بار
جین دھرم دو اکر آچار یہ سکرات گورودیو پوجیہ شری آتمارام جی
ہمارا ج ایک سادھو آشرم میں چلے گئے۔ وہاں ایک سادھو سے
آن کی بات چیت ہوئی تو آچار یہ شری جی نے اُن سے پوچھا۔

شست جی ہمارا ج! آپ کی تعلیم کیا ہے۔ آپ نے کہنے شاستر پڑھتے
ہیں؟ سنکرت کا کتنا دھین ہے۔ تعلیم کا نام سُنْتَہ ہی سُنْتَ جی
بھڑک اٹھے۔ اور جو شیں اُنکے پرے! ہمارا ج! تعلیم کو تو اس آشرم
کے نزد کس نہیں آئے دیا جاتا۔ ایک بار ہمارے میں ایک تعلیم یافتہ
سُنْتَ آٹھے تھے۔ انہوں نے ہمارا ناک میں دم کر دیا تھا۔ کبھی کہتے
ہیں ماتما ایسا ہے۔ اُس کا سرو پا یہ ہے۔ کبھی کہتے نہ کہ اور سورگ
ان طریقہ سے ہلتا ہے۔ کبھی کہتے فلاں کام ایسے کر۔ فلاں کام
نہیں کرنا چاہئے۔ خفیک اُن کا نصارا؛ دن اس طرح کے لیکھ جھاڑ نے
میں نُزُر جاتا تھا۔ اُن کی لیکھ رازی سے تنگ آٹھے اور آخر میں
ہم نے انہیں اس آشرم سے باہر نکال کر ہمادم لیا۔ جس دن سے وہ
ہمارے آشرم سے کنارہ کر گئے ہیں۔ اُس دن سے آشرم میں شانتی
ہے۔ کوئی بحث نہیں۔ مباخت نہیں۔ کوئی جھگڑا نہیں۔ سُنْتَ جی
اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہنے لگے۔ ہمارا ج! تعلیم نوبت
نکھی پڑی ہے۔ جتنے بھی دھرموں کے جھگڑے ہیں اور فرقہ پرستی۔ ربان
پرستی۔ قوم پرستی یہ رب پرستیاں تعلیم کی ہی بدلت پیدا ہوئی

ہیں بڑاں کی ماں تعلیم ہے۔

پُلوجیہ آچاریہ مشری جی مہاراجھ سنت جی کی بات سنکھیران
وہ گئے اور فرمائے لے گے سنت جی ای تعلیم تو ایک روشنی ہے۔ اگر ان کا
اندھیرا اور کرنے والا ایک روشن پڑا غم ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود
بھی جو لوگ ملتے ہیں۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔
پریوار جاتی اور دیش کے امن کے خرمن کو بغض اور کینہ کی قیلی دکھا کر
جلاؤ کر کر دیتے ہیں۔ یہ قصور تعلیم کا نہیں بلکہ ان لوگوں کی اپنی جہالت
کا ہے۔ انکھیں ہوتے پر بھی کوئی آدمی گرفتھے میں گرنے کی غلطی کرے تو
ایسی حالت میں آنکھوں کو قصور وار یکسے ٹھہرا یا جاسکتا ہے۔ یہ قصور
تو اس آدمی کا ہے جو اپنی عقل کا صحیح استعمال نہیں کرتا۔ آنکھ کا کام
صرف دکھانا ہے۔ صحیح غلط چلنایا آدمی کی اپنی عقل پہنچنی ہے۔ ایسی
طرح یہی پوزیشن تعلیم کی ہے۔ جیسے آنکھ کے پنا انسان انداھا ہوتا ہے
اسی طرح تعلیم کی آنکھ کے پنا بھی انسان انداھا بھجندا ہے۔

میں کہہ رہا تھا۔ کچھ لوگ اُنیسا میں تعلیم کی بغادت اُرتے ہیں مُسے
مُرا بتلا کر تعلیم سے دُور رہتا پسند کرتے ہیں۔ اور جہاں کہیں وہ دیا کا پر چار
ہوتا ہو دہاں وہ دیا جھلوکی کے خلاف زبان کھولتے ہیں۔ جھلوک انہیاں دیور
فرماتے ہیں۔ کہ تعلیم سے بغادت اک نیوانے ایسے لوگ گیانا ورنیہ کرم کو باندھ
لیتے ہیں۔ آئندہ آن کی زندگی میں ایسا ٹائم آتا ہے۔ کہ تعلیم کی درست سے
دُہ بالکل محروم رہ جاتے ہیں۔

۲۔ تعلیم یافتہ سے حسد کرنا

عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ جب کسی انسان کی جیب میں چار پیسے آ
جاتے ہیں۔ پھر اسے کچھ غرور ہو جاتا ہے۔ مُسے آنالشہ چڑھ جاتا ہے
کہ کئی بار قواد اپنے بھائیوں کو بھی حقارت کی نظر سے بکھنے لگے
جاتا ہے۔ دُوسرے دُو اپنے کھنچی پھر کی طرح نظر آتے ہیں۔ اُس کے پاؤں
زمیں پہنچیں ہیں۔ جو من میں آیا ہی دوسرے کو کہہ ڈالتا ہے کیسی
کی بہو بی بی کی عزّت کا اُسے کہٹی وصیان نہیں۔ جیسے سرماں کا بھیان
انسان کے داش کو خدا بکہ دیتا ہے۔ دُھ اپنے کو بھیان اور دوسرے کو
حیر میختا ہے۔ اسی طرح دُنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو تعلیم کے سرماں
کو حاصل کر کے بھیان کے گھوڑے سے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ ان کے
دماغ میں یہ بھوت سوار ہو جاتا ہے کہ میرے پاس جتنی تعلیم ہے۔
اُسی کسی دوسرے کے پاس نہیں۔ کوئی تعلیم یافتہ اگر اُس کے سامنے آ
جائے تو اُسے دیکھ کر دُہ جلتے ہیں۔ سُرترے ہیں۔ حسد کرतے ہیں پہاں
پہاں تک کہ اپنے کو اُنچا جنکا کر اُسے ذمیں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
کسی پڑھنے کے آدمی کی تعریف انہیں اچھی نہیں لگتی۔ جیسے کہ کو دیکھ
کر دوسرے کے کی حالت ہوتی ہے دیسے ہی و دو ان کو دیکھ کر ان کی
حالت ہو جاتی ہے۔ بھگوان ہما ویر فرماتے ہیں۔ کہ دو دو ان کو دیکھ کر حد
نہ کر۔ اور اُس کو ذمیں کرنے کی کوشش نہ کر و بلکہ عالم کو دیکھ کر دل میں

خوشی محسوس کرنی چاہئے۔ اگر عالم بھی عالم کو دیکھ کر آپس میں ملیں گے۔
حد کر نہیں تو پھر ان کے علم کی اہمیت رہی ہے گن و ان انسان کو دیکھ
کر خوش ہونا۔ اُس کی قدر کرنا اور تعلیم کرنا انسان کا اخلاقی فرض
ہوتا ہے۔ بھگوان مہا ویر کے اس خیال کو ایک شاعرنے کس خوبی سے
بیان کیا ہے۔

جب بلو جس سے طو۔ دل کھول کر دل سے طو

اس سے بڑھکر اور کوئی خوبی انسان میں نہیں ہے

بھگوان مہا ویر فرماتے ہیں۔ جو لوگ عالم سے لفڑت کرتے ہیں۔ حد کت
ہیں۔ اُن کے بارے میں بڑا سوچتے ہیں۔ اُن کو نقمان پہنچانے کی کوشش
کرتے ہیں۔ اُن کی روزی کو بد باد کرتے ہیں۔ اُن کے آباد ہونے میں
ورکاٹ بختے ہیں۔ غرضیک و دوازوں کے لئے کینہ رکھنے والے ایک
لوگ گیانا ورنیہ کرم کا بندھ کرتے ہیں اور آئینہ نہ ندگی میں تعلیم دیتا
علم کی روشنی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جس تعلیم کا وہ ابھیان کر دیتا
کو نقمان پہنچاتے ہیں۔ اُس تعلیم سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

۴۔ تعلیم کو چھپانا

تعلیمی دائرے میں جس وقت ہم پختے ہیں نیز گہرا اُوں تجید
کے ساتھ تعلیمی دنیا کا مٹا لکھ کرتے ہیں تو کسی باقیں دیکھنے کو ملتی ہیں
ایسے دو ان بھی ملکے ہیں جن کے دامن کے اندر اتنی تلددی ہوتی

کوئی بات کا لڑکا آتا ہے۔ اور دو اُن سے کوئی بات
چھپتا ہے تو وہ اُس خیال سے کہ یہ لڑکا میرے صہن کا ہے۔ پڑھ کر حکمر
اپنے بزرگی کا میا ب ہو جائیکا۔ پوزیشن حاصل کر یا۔ یہ سوچ کرو وہ اُس پتے
کو کہہ دالتے ہیں۔ کہ کا کا اس وقت ہیں یاد نہیں۔ یہ کہ کر اُسے بتانے سے
انکار کر دیتے ہیں۔ دراصل وہ جانتے ہوتے ہیں۔ بچ کہیں پوزیشن حاصل
ذکر جائے اس لئے اپنے علم کو چھپا لیتے ہیں۔ یک جسمی کبھی انسان کی زندگی
میں اتنی بڑی کمزوری آ جاتی ہے۔ کہ جب اُس سے کسی خاص نقطہ کی بات
چھپی جاتی ہے۔ تو اُس وقت وہ جاشا ہوا بھی تباہی کے انکار کر دیتا ہے
وہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر میں نے یہ بھی اس وقت کھول دیا تو مجلس میں مجھے
بہادر دایاشا باش کی پا اپنی ہونے والی ہے۔ نہیں ہو گی۔ اس خیال
وہ اُسے چھپا لیتا ہے۔ اور ماٹ کہہ دیتا ہے۔ کہ مجھے اس کی بات
لکھنی ہے۔

پوچھ میں بھی عام طور پر یہ عادت دیکھی جاتی ہے۔ ایک نڑکا بکھر
ہوں میں ہوشیار ہوتا ہے۔ اُن کا درست اُس سے پڑھتا ہے۔ کچھ
کہتا ہے۔ شوق کے ساتھ اُسے پڑھاتا ہے اور سب کچھ بتاتا ہے۔ مگر
اوسر المٹ کا جس سے اُس کا کوئی تعلق نہیں۔ یا پاس بیٹھا ہے۔ وہ
کہتا ہے۔ تو وہ صاف کہہ دیتا ہے۔ اس کے متعلق یہی کچھ نہیں جانتا۔
الزم وہ جانتا ہوتا ہے۔ پھر بھی تباہی سے انکار کر دیتا ہے۔ بھگوان
بادی فرماتے ہیں۔ جو علم تھا رے پاس ہے اسے کہنے پا تھوں سے باشو۔

وں کھوں و دیا دان دو۔ تعلیم کی روشنی سے ہر انسان کے وں کو روشن بنانے کو شکش کرو۔ اگر کوئی مہمار سے درپر و دیا کی دولت مانگنے آتا ہے تو خندس گرد کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ بہت بڑی اہمیت ہے۔ پیشانی سے دو۔ اُسے نداش نہ کرو۔ جس چیز کو تم جانتے ہو اُسے چھاؤ مت ہے۔ گور و انسان پر جاؤ پکار کر تاہے۔ اُس کا الگ اپنے لیان کو چھپانے کی کوشش کرو گے۔ تو گیانا در نیہ کرم کا بندھ ہو گا۔ اور آئندہ کے لئے گیان کے زیور کو نہیں سکو گے۔

۳۔ گور و کے نام کو چھپانا

گور و کا ارتقہ ہوتا ہے۔ جو ویں کی گفتگو ازدیجی کے کو ڈور کر کے اسے گیان سے روشن بنادالے۔ جو ڈاٹ آنکھ کا اپریشن کر کے سنکھ کو روشنی دیتا جائے اس کا احسان نہیں زندگی کو تھامتا ہے۔ اس کے اوپر آئے گیان کے متباہ اندرونی گیان نیتروں کو گیاں کی بینائی دی ہو۔ ایسے گور و کے اپکار کو بھول جانا آدنی، اس کا احسان نہیں بھرنا بھوتا۔ مگر جو اسٹاد گور و پاہمہر انسان دنیا میں ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آتے ہیں جو گور و کے قدموں کا اپریشن کر کے انہیں روشنی کی بخشش دیتا ہے۔ اُن کے اوپر آئے گیان کے متباہ یہ سورج کی روشنی کی طرح عیاں ہے۔ گور و کی شخصیت اُپنی ہے۔ بھگوان کے درکا علم بھی گور و کی مہربانی سے ہی انسان کا عاصل ہوتا ہے۔ گور و نہ سوتے تو میا بھگوان کو نہیں جان سکتی تھی۔ اسے بھگوان کو بلنے سے پہلے گور و ہمارا راج کے دروازے کھلکھلانے پڑتا۔ ممکن ہے گور و کی اس فضیلت کو آگے رکھ کر ہی بہگت راج کیرو گور و کو بندوں کھڑے کا کے لاگوں پاشے ہے۔ اساری گور و آپ نے جن گوبند دیا بتائے

یہ کچھ ابھی ابھی کہا گیا ہے۔ اس سارے کامقصد یہی ہے کہ زندگی پیشانی سے دو۔ تعلیم کی روشنی سے ہر انسان کے وں کو روشن بنانے کو شکش کرو۔ اگر کوئی مہمار سے درپر و دیا کی دولت مانگنے آتا ہے تو خندس گرد کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ بہت بڑی اہمیت ہے۔ الگ اپنے لیان کو چھپانے کی کوشش کرو گے۔ تو گیانا در نیہ کرم کا بندھ ہو گا۔ اور آئندہ کے لئے گیان کے زیور کو نہیں سکو گے۔

لہتے ہیں۔ کدا، ناتا پتادا، دھرم آچاریہ (گورو) اور (۱۳) سہاٹیں۔

(ہرگز تیہوئی زندگی کو تھامتا ہے) اس تینوں کے اپکار یعنی احسان کا بدلہ پکھانا بہت مشکل ہے۔ جس گور و نے نہیں کر کے اسے اتنا بڑا احسان کیا ہو۔ اندرونی نیتروں کو گیاں کی بینائی دی ہو۔ ایسے گور و کے اپکار کو بھول جانا جاری پاپ ہے۔

جس سے پڑھنے والا پڑھنے کے۔ اُس کے راستے میں رکاوٹ پڑھائے
مثال کے طور پر ایک غریب و دھوائی۔ اُس کا ایک بچہ ہے۔ وہ پڑھنے
میں ہوشیار ہے۔ مسکول کا ماسٹر اُس کی لیاقت اور قابلیت نے
وجہ سے اُس پر ہماراں ہے۔ اس پر اپنی نظر عنایت رکھ کر پیغم سے
پڑھاتا ہے۔ اور اس کی خربت پر رحم کا کام سے مفت کتا ہیں مہیا کرنا
ہے۔ اور نیس بھی معاف کردیتا ہے۔ یہاں تک اگر بچہ کی کسی مفسر
میں کمزوری محسوس کرتا ہے۔ تو اسے ہر روز ایک گھنٹہ مفت پڑھا
بھی دیتا ہے۔ استاد کی ہمارانی سے مدد کا اچھے سے اچھے بنزے کر
کامیاب ہو جاتا ہے۔ بچہ کی سچھلتا کو دیکھ کر اُس کا پڑھ دسی سرٹا
ہے۔ کڑھتا ہے۔ اور جہاں کہوا ماسٹر کے پاس آتا ہے۔ اور کہتا ہے
ماسٹر جی! جس پچے کو آپ ہر روز وقت دیتے ہیں۔ اور جس کی
آپ اتنی مدد کر رہے ہیں۔ اُس کی ماں تو آپ کو ہر روز گایاں لکھتی
ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ماسٹر نے پڑھائی کا بہانہ بننا کر میرے پچھے کو نکرنا
کہا ہے۔ سارے ادن اُس سے کام لیتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آپ
اتھ داشمن ہو کر کیوں مفت میں کالیاں کھاتے ہو۔ کالیاں بھی اُسی
لش اور خراب ہوتی ہیں۔ کہ مجھ سے شئی نہیں جاتیں سادر اسی لئے
بھورا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ پڑھ دسی کی بات
لش کر ماسٹر ہماعب دلگ رہ گئے۔ اُن کے پاؤں تلے کی زمین
اکل کئی۔ سوچنے لگے۔ جس بچہ کی میں اتنی دلی ہمدردی رکھتا ہوں۔

جنگل دلخیں میں جانے کا موقع بلا۔ دہل کے ایک گاڑی میں ایک آدمی سے گفتگو
ہوئی۔ پتہ رکا کہ وہ اپنے پتا کا نام لینے کو تیار نہیں۔ اپنے پتا کو تباہ کرنے میں وہ ختم
محسوس کرتا ہے۔ اُس کے ساتھی نے بتلا یا کہ اس کو جہالت بڑھی سرکاری نوکریا
بلیتی تھی۔ مگر جب اُس سے دل دیت پوچھی کئی تو اُس نے ولد دیت لکھانے سے
انکار کر دیا۔ کتنی جرا فی کی بات ہے۔ کہ جس باپ نے اپنے بچہ کی زندگی کے
پودے کو سرپر بنانے کے لئے دنیا بھر کے کشت اٹھاتے۔ آج وہ بچہ اپنے
پتا کو تباہ کرنے سے بھی انکار کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں ایسے لوگ بھی
ہیں۔ جو مرتبہ پاک رہنے والے کے نام کو جھوٹ جاتے ہیں۔ اور پوچھنے پر اُسے
چھپا لیتے ہیں۔ بھگوان ہمایر فرماتے ہیں۔ کہ جو انسان اپنے گورے کے نام کو
چھاتا ہے۔ وہ گیانا درزیہ کرم کا بندھ رکھتا ہے۔ اُس کی زندگی میں ایسا
وقت آتا ہے کہ وہ تعلیم کے بندر کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔

۵۔ پڑھائی میں رکاوٹ ڈالنا

کچھ لوگوں کی دماغی جہالت ایسی بڑھی جڑھی ہوتی ہے۔ کہ وہ خود تو ان
پڑھ سکتے ہیں اور نیک پڑھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ لگجگب کوئی دوسرا پڑھتا
تعلیم کے میدان کے اندر ترقی کرتا ہے۔ تو ان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی
کاموںی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو ان سے برداشت نہیں ہوتا۔ ان کے
پیٹ میں حسد کا درد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جب وہ درد تابو
باہر ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے حالات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اُس کی ماں بھجے فرش کا میاں نکالتی ہے۔ اُس نے جوش میں آکر پچے کے
جنہے بھی بد کی جا رہی تھی بندگوں دی میتو یہ ہوا کہ تعلیمی ترقی کے میدان
میں انہ میرا چھاگیا۔ پڑ دسی یہ دیکھ کر خوشی کے چراغ جلا۔

ایک اور مثال لیجئے۔ کچھ لوگ ایسے چھوٹے دل واتے ہوتے
ہیں جو کسی کی ترقی کو پہلو ٹھکھا بھی دیکھنی سکتے۔ ایک مالک مکان
جب یہ دیکھتا ہے۔ کہ میرے کر ایہ دار کے پچھے بڑی محنت کرتے ہیں
خوب دل لٹا کر پڑھتے ہیں۔ اور ذلیف حاصل کرنے کی تیاری کر
رہے ہیں۔ تو اُس کے من میں خیال آتا ہے۔ کہ اگر اس کے پچھے پڑھ
گئے تو سب اپنے کاموں پر لگ جائیں۔ اور ان کا باپ میرے
سے آگے نیکل جائیکا لٹاؤ۔ بیل بند کر دیتا ہے۔ تاکہ دوہ پڑھ نہ سکیں
اور دیگر ذرا رائے سے اُن کی تعلیمی ترقی میں رکاوٹ کا باوقت
باتا۔ اس طرح اور بھی سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں مایں
سب کا یہ مطلب ہے۔ کہ جو لوگ کسی کی تعلیم میں رکاوٹ بننے پڑے ہیں۔
روڑا اٹکاتے ہیں۔ وہ گیانا در نیہ کرم کا بندھ کرتے ہیں۔ ایک وقت
ایسا ہوتا ہے۔ جب دوہ پڑھنا چاہتے ہوئے بھی پڑھ نہیں سکتے۔
جیسے اُنہوں نے کسی کے راتے میں رکاوٹ ڈالی تھی دیسے
گیانا در نیہ کرم کسی نہ کسی ڈھنگ بے اُن کی علمی ترقی کے اندر
رکاوٹ ڈال دیتا ہے۔

۶۔ تعلیم کا غلط استعمال کرنا

کسی بھی چیز کا استعمال دونوں طرح سے ہو سکتا ہے۔ اچھا
اور ایسی صحیح اور غلط۔ یہ استعمال کرنے والے کی مردمی کی بات ہے
اُس کا ایسی صحیح استعمال کرے چاہے اُس کا غلط۔ انسان اپنے ہاتھوں
کسی کو دھکھا بھی دے سکتا ہے اور ان ہاتھوں سے کسی گہرے
دوہ کو سنبھال بھی سکتا ہے۔ ہمارے پاؤں پر یہ بگ بھی جاسکتے
ہیں اور ان کے ذریعے ہم مت لگا۔ مندرجہ مسجد۔ گردوارہ مساجد
و ہر دھرم مساجد میں بھی جاسکتے ہیں۔ ایک لاٹھی ہے اُس سے ہم
کسی آدمی کو زخمی بھی کر سکتے اور اُس نام کے ہاتھوں تھیری ہوئی کسی زندگی کو
بھا بھی جاسکتا ہے۔ جیسے ان چیزوں کا ہم صحیح اور غلط دونوں
طرح کا استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی طرح تعلیم کی بات ہے۔ تعلیم کا
استعمال دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ یہ تعلیم آبادگروں کو اجاہی
سکتی ہے۔ اور یہی تعلیم بہادرگروں کو بسا بھی سکتی ہے۔ کسی بھری میں
میں اس تعلیم سے عزت بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور گایاں دے کہ
اُس تعلیم کا غلط استعمال کرنے سے بے خڑکی بھی ہو سکتی ہے۔ تعلیم میں بھی
پیار میں تعلیم کسی کے ملکہ کا بھی کامن بن سکتی ہے اور اس سے لوگوں
کو کھی بھی کیا جاسکتا ہے۔ سفرمن بھگوان ہبادیر دیسا کے انسانوں
کو اپدیش دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اسے دنیا کے لوگوں اگر کیا نادینی

کرم کی لفظ سے بچنا چاہتے ہو تو تعلیم کا غلط استعمال مت کر دے۔ تعلیم سے ملے عقل کا صحیح استعمال کر کے لوگوں کی زندگی کو شکرِ ثباتی پہنچانے کی کوشش کر دے۔ اگر اپنی علمی طاقت کا استعمال لوگوں کو دکھ دینے میں کر دے گے۔ ایک دوسرے میں پھوٹ ڈالو گے۔ کسی کے بخت کام کو بکاٹ دے گے تو یاد رکھو گیا نہیں کرم کا پندھ ہو گا۔ اور یہ کرم تھیں آئینہ زندگی میں علم کی طاقت سے محروم رکھے گا۔

گیانا درز نیہ کرم۔

دس طرح سے بھوگا جاتا ہے

گیانا درز نیہ کرم کیا ہے۔ اس کا بندھ کس طرح سے ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ تلا پا جا پکا ہے۔ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ گیانا درز نیہ کرم اپنا پھل کس طرح دیتا ہے۔ اور اس کا مجھ تان کیسے کیا جاتا ہے۔ مجھ کو ان ہمادیرنے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اس کے دس پر کار تباہی ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱- شرو ترادرن (شرو ترادرن) جس شکری کے ذریعے شروع اندریہ رکان، گیان پر اپت کرتی ہے۔ اس شکری کا دب جانا۔
- ۲- شرو ترود گیانا درن (شرو ترود) شروع اندریہ سے پر اپت ہونے والے گیان کا دھکا جانا۔

- ۳- نیڑ آورن (نیڑ آورن) جس شکری کے ذریعہ چکشو اندیہ دے سکتے ہیں، گیان پر اپت کرتی ہے۔ اس شکری کا دب جانا۔
- ۴- نیڑ و گیانا درن (نیڑ و گیانا درن) چکشو اندیہ سے پر اپت ہونے والے گیان کا دھکا جانا۔
- ۵- گھرانا درن (گھرانا درن) جس شکری سے گھران اندریہ دنک، گیان پر اپت کرتی ہے۔ اس شکری کا دب جانا۔
- ۶- گھران و گیانا درن (گھران و گیانا درن) گھران اندریہ سے پر اپت ہونے والے گیان کا دھکا جانا۔
- ۷- رسانا درن (رسانا درن) رسانا اندریہ (زبان) گیان پر اپت کرتی ہے۔ اس شکری کا دب جانا۔
- ۸- رسانا و گیانا درن (رسانا و گیانا درن) رسانا اندریہ (زبان) رسانا اندریہ سے پر اپت ہونے والے گیان کا دھکا جانا۔
- ۹- پرشنا درن (پرشنا درن) جس شکری سے پرش اندریہ (جس اندریہ سے ہلکا بھاری بگم ٹھنڈا اور خیرہ تحسیں ہو) گیان پر اپت کرتی ہے۔ اس شکری کا دب جانا۔
- ۱۰- پرش و گیانا درن (پرش و گیانا درن) پرش اندریہ سے پر اپت ہونے والے گیان کا دھکا جانا۔
- ۱۱- گیانا درز نیہ کرم کے بارے میں کہنے کو تو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ جین شاستریوں نے بہت لگرانی کے ساتھ اس کے متعلق چنت منشن اور عذر دخوض کیا ہے۔ اگر اکیلے گیانا درز نیہ کرم کو ہی لیکر کہتے چلے جائیں تو ایک

گئتھے تیار ہو سکتا ہے۔ اور جو کچھ بھی کیا گیا ہے۔ یہ صرف اُس کی جعلانی دکھلائے کے لئے ہی کوشش کی گئی ہے۔ آخر میں اتنا ہی کہوں گا کہ انگریزیان کی روشنی سے اپنی نندگی کو درشن کرنا چاہتا ہیں۔ اور گیانا درنیہ کرم کے چل سے پکنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں جن وجوہات سے گیا نادرنیہ کرم بندھتا ہے۔ اُن سے اپنے آپ کو سدا بچا کر رکھنا چاہتے ہیں۔

۴۔ درشنا درنیہ کرم

روحانی امرت کے متلاشی سجنوں :

پچھے بنایا جا چکا ہے۔ کہ میر من بھجو ان ہمادیر سوامی نے کہوں کی تشریع کرتے ہوئے اُس کے آٹھ بھید تبلائے ہیں۔ پہلا بھید گیانا درنیہ کرم ہے۔ جس کا خلاصہ کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد درشنا درنیہ کرم کا پنرا آتا ہے۔ درشنا درنیہ کرم کیا ہوتا ہے۔ درشنا درنیہ کرم کے کہتے ہیں۔ یہ بھی بمحظی ہے۔ درشن شد سامانیہ علم کو ظاہر کرتا ہے۔ سامانیہ علم کا مطلب ہے۔ بلکی سما جان کا ری جس میں وستو کی سب حاتموں کا علم نہ ہو کر اُس کی کبھی ایک حالت کا علم ہوتا ہے۔ وہی درشن ہے۔ جیسے جب کوئی آدمی کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ تو کمرے میں داخل ہوتے ہی اُسے گھری دکھانی دیتی ہے۔ گھری دیکھتے ہی اُس آدمی کو پہلے پہل یہ گھری ہے۔ علم ہوتا ہے۔ گھری کس کی ہے؟ کہاں کی بھی ہوئی ہے۔ کس کو اٹھی

کی ہے۔ ٹائم ٹھیک دیتی ہے یا نہیں۔ ان باتوں کا اُسے کوئی علم نہیں ہوتا۔ صرف وہ اتنا ہی جانتا ہے۔ کہ یہ گھری ہے۔ اس سادھارن سے علم کو درشن کہتے ہیں۔ جب یہی علم و شال روپ دھارن کر لیتا ہے۔ گھری کو ہر پہلو سے جان لیتا ہے۔ تو یہ علم درشن نہ کہلا کر گیاں کہلاتا ہے۔ مختصرًا اگر کہیں تو علم کی پہلی حالت درشن ہے۔ اور اُس کے بعد کی مکمل جان کا ری گیاں کہلاتی ہے۔

بھکوں ہمادر فرماتے ہیں کہ جو کرم آتما کی درشن شائی کو ڈھکتا ہے۔ اُس پر پہ دہ بن کر چھپا جاتا ہے۔ وہ درشنا درنیہ کرم ہے۔ اس کا تمام خلاصہ گیانا درنیہ کرم جیسا بھکنا چاہتے۔ فرق ہر فر اتنا ہے۔ کہ گیانا درنیہ کرم گیاں کو ڈھکتا ہے۔ اور درشنا درنیہ کرم جو آتما کے درشن گئے کو چھپا لیتا ہے۔ سوال پیا ہوتا ہے۔ کہ درشنا درنیہ کرم کتنے پر کار کا ہوتا ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بھکوں ہمادیر نے درشنا درنیہ کرم کے تو بھید تبلائے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ چکشہ درشنا درنیہ کرم

چکشہ آنکھ کو کہتے ہیں۔ آنکھ کے ذریعے جو درشن ہوتا ہے۔ سامانیہ علم ہوتا ہے۔ اُس تھوڑے سے علم کو چکشہ درشن کہتے ہیں۔ اس چکشہ درشن پر دہ دالتا ہے۔ اُسے چکشہ درشنا درنیہ (جیسا درشن کو اٹھی جاتا ہے) کرم کہا جاتا ہے۔

۲۔ اچکشہر درشنا ورنیہ کرم

اچکشہر کا مطلب ہے اچکشہر (اچکھہ) کو جھوٹ کر لئی کان۔ ناک زبان اور پر شیند رہیں (اچکشہر سپشن) کو اچکشہر کہتے ہیں۔ کان۔ ناک دیگرہ اندریوں کے ذریعے جو پدار تھوں کا سامانیہ علم ہوتا ہے۔ اُسے اچکشہر درشنا کہتے ہیں۔ اس اچکشہر درشنا کو جو کرم چھپا لیتا ہے۔ اُسے اچکشہر درشنا در نیہ (اچکشہر دشنا ورنیہ) کرم کہتے ہیں۔

۳۔ اودھی درشنا ورنیہ کرم

کان۔ ناک دیگرہ اندریوں اور من کی مدد کے بشار دیپی (رس میں درن۔ گندھ۔ رس اور پر ش پایا جاتا ہو) پدار تھوں کا جو کچھ مریادا کوئی ہوئے جو سامانیہ علم پایا جاتا ہے ماسے اودھی درشنا کہتے ہیں۔ جو کرم اسے دبایا جاتا ہے۔ بر قدم کراس پرچھا جاتا ہے۔ وہ اودھی درشنا ورنیہ (اوڈھی دشنا ورنیہ) کرم کہلاتا ہے۔

۴۔ کیوں درشنا ورنیہ کرم

دنیا کے تمام پدار تھوں کا ایک سائچہ جو سامانیہ علم ہوتا ہے۔ اُسے کیوں درشنا کہتے ہیں۔ اسی کیوں درشنا پر چھا جانے والی کرموں کی طاقت کیوں درشنا ورنیہ (کوکل دشنا ورنیہ) کرم کہلاتی ہے۔ یہ

کرم آنا کی کیوں درشنا شلتی کو ڈھک لینا ہے۔

۵۔ ندر را

سوئے ہوئے انسان کو جگانے میں جہاں زیادہ محنت نہ کرنی پڑے انسان سے جگایا جا کے مخصوصی سی آواز سے اٹھا دیا جائے۔ اس نیند کو ندر را (اٹھا) کہتے ہیں۔ یہ نیند درشنا ورنیہ کرم کے پتال پسے جو کو آتی ہے۔ اس لئے اسے ندر اور شنا ورنیہ کرم کہتے ہیں۔

۶۔ ندر اندر را

جو سویا ہوا جیو بڑے زور سے چلانے پر بذریعہ باقاعدہ زور زور سے ہلانے پر بھی مشکل ہے جاگتا ہے۔ اس نیند کو ندر را نکھل کہتے ہیں۔ جس کرم کی وجہ سے جیو کو ایسی نیند آؤے اس کرم کا نام ندر را ندر اور شنا ورنیہ (اٹھا نیٹھا) کرم ہے۔

۷۔ پر چلا

کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے جو نیند آتی ہے۔ اس نیند کو پر چلا کہتے ہیں۔ جس کرم کے ذریعے ایسی نیند آؤے وہ کرم پر چلا (پر چلا) درشنا ورنیہ ہوتا ہے۔

۸۔ پر چلا پر چلا

یہ درشتادرنیہ کرم کا آٹھواں بھی ہے۔ جو نیند چلتے پھر تے آتی ہے۔ وہ پر چلا پر چلا گھلاتی ہے۔ اس نیند کا کارن درشتادرنیہ کرم ہے۔ اس لئے اسے بھی پر چلا پر چلا (پر چلا پر چلا) درشتادرنیہ کرم کہا جاتا ہے۔

9۔ ستیان گردھی

نیند بڑی بھینکر نیند مافی گئی ہے۔ جس شخص کو یہ نیند آتی ہے اس نیند کی حالت میں اُس شخص کے پاس واسودیو کا آدھا بل آ جاتا ہے۔ واسودیو تین کھنڈ کا سوا می ہوتا ہے۔ اور وہ ہزاروں آدمیوں کو پھاڑ دیتا ہے۔ ایسے واسودیو کی آدمی طاقت جس نیندیں انسانوں کو حاصل ہو اُس نیند کو ستیان گردھی (گردھی دہن) کہتے ہیں اس نیند کے اندر آدمی دن یا رات میں سوچے ہوئے کام کو نیند کی حالت میں ہی کر دالتا ہے۔ شناختیا ہے۔ کوئی نیا میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جورات کو سوچے پڑے نیند کی حالت میں ہی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ساؤ رہکان کے باہر اگہ پانچ سو بھری ہوئی بوریاں پڑی ہوئی ہوں لیکن ہی اٹھ کر آسانی سے اندر رکھ دیتے ہیں۔ جس شاستر کہتے ہیں۔ کہ یہ سب طاقت ستیان گردھی نیند کی ہوتی ہے۔ اور یہ درشتادرنیہ کرم کی مہر مافی سے آتی ہے۔ نیز جس شخص کو یہ نیند آتی ہے۔ اگر اُس نیندیں مر جائیں جاتا ہے۔ ایسے شخص کی لئنی نیک کی مافی گئی ہے۔

درشتادرنیہ کرم باندھنے کے کارن

درشتادرنیہ کرم کیا ہوتا ہے۔ کتنے پر کار کا ہے۔ یہ سب تباہیا گیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ درشتادرنیہ کرم کا بندھن کیسے ہوتا ہے۔ بعکوئی سورت شنک (ادبی) (۳۵۱) سورت ۲۷۹ میں بعکوئی ہدا ویر فرماتے ہیں کہ درشتادرنیہ کرم باندھن کے چھے کارن ہیں۔ اُن کا بھا دیاں طرح ہے۔

۱۔ درشن (درشن) کی بے ادبی کرنا اٹھ جو آتا کی درشن شکتی کو حاصل کرنے والے انسان سے حسد کرنا اُس کے درشن نکالنا۔ ۲۔ درشن کن کو چھپا۔ علاج سے درشن پر اپت کیا ہے اُس کے نام کو چھپا تا عد۔ درشن کے حاصل ہونے میں رکاوٹ ڈالنا۔ ۴۔ درشن شکتی کا لطف استعمال کرنا۔

درشتادرنیہ کرم باندھن کے یہ چھے کارن گیا نادر نیہ کرم کے ادھ کے سامن ہی پیس مان لئے جیسے گیا اور نیہ کرم کے بندھ کارنوں کی شریخ کی گئی ہے۔ دیسی بیان فیا کھیاں کے مشقیں بھی مجھے لیجنی چاہئے۔ اول مررت اتنا ہے۔ وہاں "لیان" شبد کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور یہاں "وہن" شبد کا۔ باقی تمام باتیں ایک جیسو ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ درشتادرنیہ کرم اپنا قفل کیا ہے۔ دیتا ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ہیں اپنا یوں لے اُس کے لئے

ڈھنگ بتابے ہیں۔ اور وہ نو ڈھنگ درشتادرنیہ کرم کے جزو بھی
ہی دہی سمجھنے چاہیں۔ یعنی درشتادرنیہ کرم کی مہربانی سے آنکھے مالک
کان۔ زبان اور سپر ش اندر یہ ان پاچ اندریوں سے جو سامانیہ علم ہوتا
ہے ماسن کو درشتادرنیہ کرم ڈھنپ دیتا ہے۔ درشتادرنیہ کرم کی
بدولت علی (ندر ۱۲) ندر اندر را (۱۳) پر چلا (۱۴) پر چلا پر چلا اور (۱۵)
ستیان گوہ صی یہ پاچ قسم کی نیند آتی ہے۔ ندر اور غیرہ شبدوں کی تشریع
پہلے کی چاچکی ہے راس طرح درشتادرنیہ کرم کی مہربانی سے اس جیونا
کوڈ قسم کا مصل محسوس کرنا پڑتا ہے۔

مندرجہ بالاسطور میں درشتادرنیہ کرم کی تشریع کی گئی ہے۔ یہ کرم
بھی لیانا اور نیہ کرم کی طرح آتا کو نقمان پہنچاتا ہے۔ لیانا اور نیہ کرم آتا
کے لیان لعن پر پر وہ طالتا ہے۔ اور یہ کرم آتا کے درشن لعن کو ڈھنپ
دیتا ہے۔ بھلوان ہماویر فراتے ہیں کہ درشتادرنیہ کرم سمجھنے کا سب
سے اچھا طریقہ ہی ہے۔ کہ آتا کے درشن لعن سے لغافت مرت کر دا اور جس
کے یاس درشن لعن بے اس کی تعظیم کرو۔ اپنے درشن لعن کو مرت چھاؤ اور
جس سے درشن حاصل کیا ہے اس کے احسان مندر رہہ۔ جو درشن پر
کرنے کی کوشش کر رہے ہیں میں ان کے راستے میں رکاوٹ نہ بنو۔ البتہ
درشن لعن حاصل ہو گیا ہے تو اس کا غلط استعمال نہ کرو۔ بلکہ صحیح استعمال
کرو۔ یہ طریقے ہیں جن سے یہ آتا درشتادرنیہ کرم کی مار سے بچ سکا
جئے۔

۳۔ ویدنیہ کرم

ویدنیہ کرم وہ کرم ہے جس کی بدولت اس آتا کو شکھ افادہ کر
حاصل ہوتا ہے۔ جیون میں کبھی سکھوں کی درشا ہوتی ہے اور کبھی دکھوں
کی آندھیاں چلتی ہیں۔ جیسے چند دوں (پانچ حصے) میں بچنے والے لوگ
کبھی سب سے اپر کبھی درمیان میں اور کبھی سب سے نیچے ہوتے ہیں مایہ
طرح نہ ندگی بھی ایک پانچھوڑا ہے۔ اس میں بھی کبھی بہت اچھے دن آتے
ہیں۔ کبھی درمیانی حالت ہوتی ہے تو کبھی وہ نستہ ملن کو پہنچ جاتی ہے۔
زندگی میں کبھی اچھی۔ کبھی بہت اچھی کبھی بہت ہی کاچھی اور کبھی لہر کا بہت
چھری۔ اور کبھی بہت ہی بُری حالت بخود لیکھنے کو مرتی ہے۔ یہ سب ویدنیہ
کرم کا پہنچا پہنچاتا ہے۔

بھلوان مہا ویر سے ویدنیہ کرم کے دو بھید بتلاتے ہیں۔ چہلا
ساتا ویدنیہ (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) دوسرے اساتا ویدنیہ (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳)
جس کرم کی بدولت یہ جیو آتا شکھ شانتی محسوس کرتی ہے۔ وہ کرم ساتا
ویدنیہ کرم کہلاتا ہے۔ اور جس کرم کی مہربانی سے جیو آتا کر کھ اور
درد حاصل کرتی ہے۔ وہ اساتا ویدنیہ کرم کہا گیا ہے۔ اس نہ ندگی میں
رونوں طرح کے روپ چلتے ہیں کبھی یہ کبھی ہوتی ہے۔ تو کبھی وکھی۔
کبھی زندگی میں ایسے شوکلوار حالات پیدا ہوتے ہیں جس سے دل

ہی دکھ کشت تکلیف سمجھنا۔ انوکپا (اندھ کو آتی) کی جاتی ہے۔
پرانوں لیجنی پر ایشور (دواندیریہ والے۔ ۳۰ اندریہ والے اور جاندریہ
والے جیووں) پر رحم کھانا۔ پران انوکپا (اندھ کو آتی ۳۰-۴۵)
کھلاتی ہے۔ دوسرا کی آنامیں اپنی آتا کے درشن کرنا اور اپنی آنامیں
دوسرے کی آتا کے درشن کرنا یہی سچی انوکپا ہے۔ اور جس انسان کے
ولیں میں اس قسم کی انوکپا ہوتی ہے۔ وہ آدمی جب بھی کسی دلکشی یا تکلیف
زور پر اپنی کو دیکھتا ہے تو ترتیب مختار ہے۔ اس کی انتہا خدا یا انگل ہو
جاتی ہے۔ اور جب تک اس پر اپنی کے دکھ اور درد کو دور نہیں کر سکتا
تہ تک اسے چین نہیں آتا۔ پر اپنی کے دکھوں کو دور کرنے کا خیال اور
اس خیال کے مقابل تجھی پر اپنی کی طرفی بلکہ ہوئی زندگی کو شانتی
پہنچانے والے ان انوکپا سے تم میگوان ہوا پرسونی فرماتے ہیں کہ جس انسان
کے ول میں پران انوکپا ہوتی ہے وہ شخص ساتا ویدنیہ کرم کا بندھ کر تاہے۔
۶۔ بھوت انوکپا۔ بھوت شب نیپستی (سبزی) کے جیووں کا بودھ کہتا
ہے۔ نیپستی (سبزی کے) جیووں پر کی ہوتی انوکپا بھوتا۔ انوکپا کھلاتی ہے۔
جو لوگ بھوت انوکپا کی امداد فراہم کرتے ہیں۔ سبزی کے جیووں کو بھاتے ہیں
اُن کی رکھشاکر تے ہیں۔ ان کے لئے دیبا جاڑ رکھتے ہیں وہ ساتا ویدنیہ
کرم کا بندھ کرتے ہیں۔

۷۔ جیو انوکپا۔ یہاں جید شب پھرش اندریہ۔ رستا اندریہ۔ گھران
اندریہ۔ چکشہ اندریہ۔ شریعت اندریہ۔ ان پانچ اندریہ والے پر ایشور

میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جیسے اچھا کہانا۔ اچھا پہنچا اور میں لپسند
ہر چیز کا پہ اپت ہونا۔ ان سب چیزوں کے استعمال سے جو خوشی
پہ اپت ہوتی ہے۔ وہ سب ساتا ویدنیہ کرم کی مہربانی کا پھل ہے۔
اور کسی وقت زندگی میں تکلیف کا وہ، آتا ہے کبھی ممکنہ مذکونہ کے۔
کبھی پیٹ درد سے۔ کسی عادثہ کا سامنا ہونے پر مانگ فروٹ جاتی ہے جیسے
ہسپتال میں پڑا ہے جس کا کوئی حصہ ناکارہ ہو لیا۔ ملکر اوسے آنکھ
کھو بیٹھنا اس طرح جتنی بھی مصیبتوں اور تکلیفات زندگی میں بھی
کوٹھی ہیں۔ یہ سب ساتا ویدنیہ کرم کا پھل ہوتا ہے۔

ویدنیہ کرم کیسے باندھا جاتا ہے

زندگی کے باعث میں جو موسم بہار اور موسم خزان آتی ہے۔ یہ سب
انسان کے اپنے ہی کرم کا پھل ہے۔ مادر وہ کرم ویدنیہ کرم کھاتا ہے
ویدنیہ کرم دو طرح کا ہوتا ہے۔ ساتا ویدنیہ اور ساتا ویدنیہ۔ ساتا
ویدنیہ سے شکر ملتا ہے۔ اور ساتا ویدنیہ دکھ کا کارن بناتا ہے۔ اب سدا
پیماہر تاہے۔ مک ساتا ویدنیہ کرم کیسے باندھا جاتا ہے۔

انہسا اور ستیہ کے دیوتا منگل مرتبی بھگوان ہوا یہ ساتا ویدنیہ کرم
کے بندھ کارنوں کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل وہ کارن بناتے ہیں
۱۔ پران انوکپا۔ دنیا کے جیووں کے دکھ کو۔ تکلیف کو۔ کشت کا

پیشنا۔ رونا کہلاتا ہے۔

- ۹۔ ان کو نہ مارنے سے : پہنچ جھوٹ جوستو۔ ان کو تار نے سے ساتا ویدنیہ کرم کا بندھ ہوتا ہے کسی کے پاؤں کو تم کو دینا ہی مارنا کہلاتا ہے۔
- ۱۰۔ ان کو پری تاپ نہ پہنچانا :۔ پہنچ جھوٹ جوستو۔ ان کو پری تاپ نہ پہنچانے سے ساتا ویدنیہ کرم کا بندھ ہوتا ہے۔ پری تاپ کا مطلب ہے بہترانیا دھڑک سے کانپ اٹھنا۔

ساتا ویدنیہ کرم کا پھل :- ساتا ویدنیہ کرم کن درجو ہات سے باندھا جاتا ہے۔ یہ بتایا جا چکا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ساتا ویدنیہ کرم جھوٹ کیسے جاتا ہے۔ ساتا ویدنیہ کرم اپنا پھل کس طرح دیتا ہے جو اس سوال کے جواب میں ختم ہجکو ان جہادیر فرماتے ہیں۔ کہ ساتا ویدنیہ کرم آٹھ طرح سے اپنا پھل جیو آتا کو دیتا ہے۔ ساتا ویدنیہ کرم کے پہنچ سے (۱) منور شبد (من کو موہت کرنے یا چاندیر کے شبد) (۲) منور روپ (بہ) منور گندھ (۳) منور رس (۴) منور سرپریش (۵) من چا ہاشمک (۶) اچے وچن (۷) شاریک شکر حاصل ہوتا ہے۔ جھاویہ ہے۔ کہ ساتا ویدنیہ کرم سے زبان سے جو شبد نکلتے ہیں۔ وہ بہت اچھے نکلتے ہیں۔ اور وہ دوسروے کا دل چڑھاتے ہیں۔ شکل و صورت و لکش نصیب ہوتی ہے۔ اچھے خوشبو دار پدار تھے ہیں۔ کھانے کو ذائقہ دار ایسا چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ماں ک اور کوں بڑی والی چیزیں ملتی ہیں۔ من میں آیا ہوا خیال پورا ہو جاتا ہے۔ کاؤں اپکے شبد ٹھنڈے کو ملتے ہیں۔ شریعت مدرسہ ریتیا ہے۔

کو ظاہر کرتا ہے۔ جیوں پر کی گئی انوکھا جیو انوکھا کہی گئی ہے۔ جیو انوکھا کرنے سے ساتا ویدنیہ کرم کا بندھ ہوتا ہے۔

۱۱۔ ستوا نو کپا (ستوانو کپا) استوشیدھ می۔ پافی۔ اگئی اور ہوا کے جیوں کا ایمان کرتا ہے۔ ستوا جیوں پر کی گئی انوکھا۔ ستوا نو کپا کہلاتا ہے۔ ستوا نو کپا (ستوانو کپا) کرنے سے ساتا ویدنیہ کرم

بندھتا ہے۔

۱۲۔ ان کو دکھ نہ دینا :۔ پہنچ جھوٹ۔ جیو اور ستوا کو دکھ نہ دینے سے ساتا ویدنیہ کرم کا بندھ ہوتا ہے۔ اندر وہی اور بیرونی زرائع سے تکلیف کا ہونا دکھ کہلاتا ہے۔

۱۳۔ ان کو شوک نہ پہنچانے سے :۔ پہنچ جھوٹ۔ جیو اور ستوا کر شوک نہ پہنچانے سے ساتا ویدنیہ کرم کا بندھ ہوتا ہے۔ کسی ہمدردہ یا وفادار کے تعلق لیٹنے سے بوجھتا ہوتی ہے۔ یا رسمح ہوتا ہے۔ اسے شوک کہتے ہیں۔

۱۴۔ ان کو تاپ نہ پہنچانے سے :۔ پہنچ جھوٹ۔ جیو۔ ستوا۔ ان کو تاپ نہ پہنچانے سے ساتا ویدنیہ کرم کا بندھ ہوتا ہے۔ بے عزتی سے دل کے دشمنی ہونے پر جو جینکر ویدنا اور کشت ہوتا ہے۔ اسے تاپ کہتے ہیں۔

۱۵۔ ان کو نہ رکھانے سے :۔ پہنچ جھوٹ۔ جیو۔ ستوا۔ ان کو نہ رکھانے سے ساتا ویدنیہ کرم کا بندھ ہوتا ہے۔ گدگ آواز سے آنسو گیرا۔

کام مطلب اتنا ہی ہے کہ اساتا دیدنیہ کرم کی بد و لتا رہاں سے ایسے بُرے شد
بُلکھے ہیں جن کو شکر سخت والادوست بھی دشمن بن جاتا ہے۔ شکل و صورت
ایسی جدتی طبقی ہے۔ پھر لوگ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ بد بُو دار ماحول
بلتا ہے مول کو اچھی نہ لگے والی خدا نصیب ہوتی ہے۔ کھنور اور نکتے پر شر
والی چیزوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ من کا خیال بھی پُوسا نہیں ہوتا۔ جو
سوچا جاتا ہے۔ اُس سے اُرٹ ہوتا ہے۔ کالوں میں ڈکھ دیکھ شبد پڑتے
ہیں۔ لکھر دالے اور اڑ دسی پڑے وسی ایجھے ایسے شبد کہتے ہیں جن کو مُون کر
لکھجھ منہ کو آتا ہے۔ شریم بارہ نہیں تیس دن کام ریغ رہتا ہے۔ کچھی سر
ڈکھتا ہے۔ کچھی پیٹ میسا در درہتا ہے۔ کچھی نڈ لہ کاشکار ہو جاتا ہے۔ اس
طرح جنمائی طور پر ہمیشہ پریشانی بھی رہتی ہے۔ مُندر رجہ بالاسطور میں دینیہ
کرم کا منتظر ڈکھ کیا گیا ہے۔ دیدنیہ کرم جیون میں شکھ اور ڈکھ دلوں
کی بارشوں کرتا ہے۔ جب یہ شکھ دینے لگتا ہے تو اساتا دیدنیہ کرم کھلانا ہے
اور جب اس سچے فیپتوں کی آندھی آتی ہے۔ تو اسے اساتا دیدنیہ کرم کہتے
ہیں۔ ڈکھ کچیع بُنے پر اساتا دیدنیہ کے کرم کا چھل لگتا ہے۔ اور سکھوں
کے بیچ بُنے پر اساتا دیدنیہ کرم ظہور میں آتا ہے۔ جھکوان جہا دیر فرماتے
ہیں۔ اک جو شخص ڈکھوں سے بچنا چاہتا ہے۔ اُسے ڈکھوں کے بیچ نہیں بُنے
چاہیں۔ اور جو آدمی شکھوں کے جھوٹے جھونڈا چاہتا ہے۔ اُسے سکھوں
کے بیچ ڈکھی اور پریشان لوگوں کو شکھی بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔
شاعر نے لکھا اور پیچا خیال میں کیا ہے۔

اساتا دیدنیہ بندھ کے کارن:- اساتا دیدنیہ کرم کیسے باندھا جاتا ہے مادر
ام کو بُو جائیتے جاتا ہے۔ یہ سب بتلایا جا چکا ہے۔ دیدنیہ کرم کے درست بھید
کامنام اساتا دیدنیہ ہے۔ اساتا دیدنیہ کرم بالآخر سے باندھا جاتا ہے۔
جیسے کہ دا، پران و پران وغیرہ شبدوں کام مطلب صفحہ عالی پر کھا جا چکا ہے
بجھت جھوٹ۔ اور سٹو (۲۴۷) کو ڈکھ دینا (۲۴) ان کو شوک دینا۔
(۳۴) ان کو نکر مند کرنا (۲۴) ان کو گولانا (۲۵) ان کو مارنا پینا (۲۶) ان کو
پہنچتا پ (ڈکھ نہ کنپا دینا) دینا، بہت ڈکھ دینا (۲۷) بہت شوک دینا۔
(۲۸) بہت نکر مند کرنا (۲۸) بہت گولانا (۲۹) بہت مار پیٹ کرنا (۳۰) بہت
پہنچتا پ دیتا۔ ان سب کو اگر ہم مختصر آگھنا چاہیں۔ تو اتنا ہی کہہ سکتے
ہیں کہ چھوٹی بڑی کسی بھی نذر گی کو پر لیشان کرنا اور اُس کے ارماں کے
ساظھ کھینٹا۔ اُس کی آباد دنیا آجھا ط دینا۔ اُس کے امن کے خروں کو نذر آئش
کر دینا اساتا دیدنیہ کرم کو جنم دینا اور اُس کی پرورش کرنا ہے۔
اساتا دیدنیہ کرم کیسے بجھوکا جاتا ہے؟ اساتا دیدنیہ کرم کا بندھ کیسے کیا
جاتا ہے۔ یہ اور بتلایا گیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اساتا دیدنیہ
کرم اپنے چھل کا جھگتان کیس طرح کرتا ہے۔ اس کے متعلق جیعن آچاریں
نے لکھا ہے کہ اساتا دیدنیہ کرم آٹھ طریقوں سے اپنا جھگتان کرتا ہے۔
جیسے کہ امنوگیہ (۲۴۸) دل کو بُرے لگتے والے) شبد۔
(۲۹) امنوگیہ روپ (۲۹) امنوگیہ گندھ (۳۰) امنوگیہ رعن (۳۱) امنوگیہ
پر شر (۳۲) خراب من (۳۷) بُرے و چن (۳۸) امنوگیہ شریم مان سب

موہنیہ کرم کہتے ہیں درشن موہنیہ کرم تین قسم کا ہوتا ہے۔ را) میتھیا تو
 (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے) موہنیہ (۲) میشر (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے)
 (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے) موہنیہ - جس کرم کی بدولت سچے وشواس کی رچی یا اپنی
 نہ ہو کر جیو کی ڈانو اڑوں حالت بنی رہے وہ میشر موہنیہ کرم کہلاتا ہے
 (۳) جس کرم کی ہربانی پدار بخوبی کے سچے وشواس کا سبب ہو کر بھی اونچائی
 (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے) جو اپنے راضم ایک قسم کی آتنا کی شدھی ہوتی
 ہے جیسے مٹی کے نیچے بیٹھ جانے پر پانی میں صفائی پائی جاتی ہے۔ ویسے
 ہی کرموں کا اُوٹے (۴) باکل رُک جانے پر آتا میں جو شدھی
 ہوتی ہے وہ شدھی اپنے کرم کہلاتی ہے۔ یا کشماں (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے) جو کش
 (۵) سے پیدا ہو۔ کشماں آتنا کی وہ پرم شدھ حالت ہے جو کرم
 کا سبندھ باکل چھوٹ جانے پر ویسے ہی ظاہر ہوتی ہے جیسے باکل میں
 کے نیکل جانے پر صاف پانی کی ہوتی ہے । بھادوانی متوڑی (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے)
 میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ اُس کرم کو سپلکتو موہنیہ کرم کہتے ہیں ۔

چار تر موہنیہ کرم : چار تر موہنیہ کے وہ بھید ہوتے ہیں۔ کشماں
 (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے) موہنیہ (۶) کو کشماں (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے)
 کرم کی بدولت کرو دھسان۔ مایا رچل) اور کپٹ کی پیدائش ہو
 اُسے کشماں موہنیہ کہتے ہیں۔ کشماں موہنیہ کے سلسلہ بھید ہوتے ہیں۔
 جیسے (۱) اشتتا اونپندھی کرم دھسان (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے) جو کرم دھسان
 پیدا ہو کر زندگی تک پناہ ہتا ہے۔ وہ اشتتا اونپندھی کرم دھسان کہلاتا ہے۔

ول دکھا کر اور کافوچین پاسکتا نہیں
 پس طریقہ بیوں کے تو آتم کھا سکتا نہیں
 آٹک لکھی کو نکلنے تیلی ماچس کی چلی
 لکھی کے جلنے سے ہے آپ ہی میک جلی
 ٹوٹ جاتا چجھ کے کاشٹ شانتی پاسکتا نہیں ... ول دکھا کرو ...

۷۔ موہنیہ کرم

جو کرم آتنا کے بھلے اور بُرے ہیچا نہ اور اس کے مقابلہ عمل کرنے
 کی قابلیت کو نشست کر دیتا ہے اُسے موہنیہ کرم کہتے ہیں۔ جیسے سڑاب
 انسان کی بُرھی کو ضراب کر دیتی ہے۔ اسی طرح موہنیہ کرم بھی انسان
 کو اپنا نفع نقصان سوچنے کے قابل نہیں رہنے دیتا۔ موہنیہ کرم دو
 قسم کا ہوتا ہے۔ جیسے درشن موہنیہ (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے) اور
 چار تر موہنیہ (جیسا کہ نام میں لکھا گیا ہے) جو پدار تر جیسا ہے۔ اُس کو اُسی
 روپ میں سمجھنا درشن کہلاتا ہے۔ یعنی پدار بخوبی کے سچے وشواس کو
 درشن کہتے ہیں۔ یہ آتنا کا گن مانا جاتا ہے۔ اس گن کو موہنیہ (نشست)
 کرنے والا کرم درشن موہنیہ کہلاتا ہے۔ جس کے ذریعہ یہ جیو آتنا اپنے
 اصلی شروپ کو حاصل کرتا ہے۔ وہ دھار مک اونٹھان چار تر کہلاتا
 ہے۔ یہ بھی آتنا کا گن ہے۔ اس کو نشست کرنے والے کرم کو چار تر

ایس کی گتی نرک کی ہوتی ہے اور یہ سیمیک ورشن (سپا و شو اس) کو ختم کرتا ہے۔ پھر کھنچی ہوئی لگرنہیں ملٹی اسی طرح یہ کر و دھ کھی کسی طرح شانت نہیں ہونے پاتا۔ (۲) انہتا انہنہ صی ماں جو انہکار زندگی تک پناہ رہتا ہے۔ وہ انہتا انہنہ صی ماں ہوتا ہے۔ یہ ماں سیمیک ورشن کا ناش کرتا ہے۔ اور نرک گتی کا کامن بنتا ہے۔ جیسے بھری کا کھبہا جھنپا یا نہیں جاسکتا اسی طرح یہ ماں بھی کسی طرح دور نہیں کیا جا سکتا (۳)

انہتا انہنہ صی ماں (۴) یہ ماں اچل (جیون تک چلتی ہے) سیمیک ورشن کا ناش کرتی ہوئی نرک گتی کا کامن بنتی ہے۔ جیسے سخت پانس کی جڑ کا طیطھاپن کسی پر کار بھی دور نہیں کیا جا سکتا اسی طرح یہ ماں بھی کسی طریقے سے دور نہیں ہے سکتی۔ (۵) انہتا انہنہ صی نرک گتی تک بنا رہتا ہے۔ سیمیک ورشن کا ناش کرتا ہوا نرک گتی دیتا ہے۔ جیسے مجھٹھیا رنگ کبھی نہیں اترتا اسی طرح یہ لو جھ بھی کسی طریقے سے دور نہیں ہوتا (۶) اپہتیا کھیا لی کر و دھ یہ کر و دھ ایک سال تک پناہ رہتا ہے۔ یہ شراوک دھرم (گرست دھرم) کی پہاڑی نہیں ہوتے دیتا۔ پیٹو گتی کا کامن بنتا ہے۔ جیسے سوکھے ہوئے تلااب کی دراڑیں پانی کے پڑنے پر بھر جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ کر و دھ بھی کسی وجہ سے پیٹا ہو کر سوت ننگ کی ورشا ہونے پر شانت ہو جاتا ہے (۷) اپہتیا کھیا لی ان اس کا طیطھا اٹ گتی اور ہافی (نقشان) اپہتیا کھیا لی کر و دھ کی طرح سمجھنا چاہتے ہے۔ جیسے ہڈی کو موڑنے کے لئے کسی طرح

کی کو ششیں کی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ ماں بھی ہڈے پر میں سے دُور کیا جاتا ہے۔

۷- اپہتیا کھیا لی ما یا۔ اس کی گتی سبقتی اور ہافی (نقشان) اپہتیا کھیا لی کر و دھ کے سامنے ہے۔ جیسے بھر کے سینگ کا طیطھاپن ہڈی مُشکل سے دُور ہوتا ہے۔ ویسے ہجا یہ ماں بھی ہڈی مُشکل سے دُور کی جاتی ہے۔

۸- اپہتیا کھیا لی نر بدھ۔ اس کی گتی سبقتی اور ہافی اپہتیا کھیا لی کر و دھ کے سامنے ہے۔ جیسے شہر کی نالی کے بھر کا رنگ ہڈی مُشکل سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ فرج بھی ہڈی کھٹھنائی سے دُور کیا جا سکتا ہے۔

۹- اپہتیا کھیا لی کر و دھ (۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹) اس کا طیطھا اٹ چار ہیئتے کا ہے۔ راس کی ہدو دت سادھو دھرم کی پہاڑی نہیں ہو سکتی یہ نہیں آیو کے بندھ کا کامن بنتا ہے۔ جیسے ریت میں کاٹی کے ہیوں کا نشان ہو، وغیرہ کے جھونکوں سے جلدی مرٹ جاتا ہے۔ ویسے ہی یہ کر و دھ پھر اپاٹ کرنے سے شانت ہو جاتا ہے۔

۱۰- اپہتیا کھیا لی ما نا۔ اس کی سبقتی گتی اور ہافی اپہتیا کھیا لی کر و دھ کے سامنے ہے۔ جیسے راٹھ کا کھمباتیل وغیرہ کے استعمال سے جھکایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ ماں کچھ پر میں کرنے پر نشدھ کیا جا سکتا ہے۔

۱۱- اپہتیا کھیا لی ما یا۔ اس کی سبقتی گتی اور ہافی اپہتیا کھیا لی کر و دھ کے سامنے ہے۔ جیسے ما روگ میں چلتے ہوئے بیل کے پیشاب کا نشان دھول دغیرہ سے مرٹ جاتا ہے۔ ویسے یہا یا بھی قھوڑی سی کو شر سے دُور

کرم کہلاتا ہے۔ کرودھ دیغیرہ کے ساتھ ہی جو من کی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ یا جو کرودھ دیغیرہ کو بھر جاتے میں مدد دیتا ہے۔ اُسے نوکشائے موہنیہ کرم گہا لگا ہے۔ اس کے نوجید ہیں۔

۱- استری وید (स्त्रीवद) جس کرم کے اُوس سے استری کو پرش کی اچھا ہوتی۔
۲- پرش وید (पुरुषवद) جس کرم کے اُوس سے پرش کو استری کی اچھا ہوتی۔
۳- پنکسا وید (पंक्षवद) جس کرم کے اُوس سے استری اور پرش دونوں کی اچھا پیدا ہوتی ہے۔

۴- ایسیہ (स्वयम्) جس کرم کی بدولت کارن یا پناہارن کئے ہوئے ہے۔

۵- رقی (रक्ति) جس کرم کی بدولت چیزوں سے اور اعضا (بے جان) پیر و فی چیزوں کی رنجی ہو۔

۶- ادقی (आरति) جس کے اُوس سے بیرونی چیزوں سے اُرچی ہو۔

۷- بھے (भद्र) لکھی پر کارڈ درمہ ہونے پر بھی جس کرم کی ہر رانی سے اس لوک یا پرلوک دیغیرہ کا بھٹک پیدا ہو۔

۸- شوک (शोक) جس کرم کی بدولت شوک پیدا ہو۔

۹- چیلپیسا (चालूक्य) جس کرم کی بدولت انفرت پیدا ہو۔

موہنیہ کرم کیسے یاندھا جاتا ہے؟

موہنیہ کرم کیا ہوتا ہے۔ اور اس کے کتنے بھید ہیں۔
چیلپیسا۔ موہنیہ کرم ہی کارلوں سے اندھا جاتا ہے۔

کی جاسکتی ہے۔

۱۲- پرتیاکھیانی لوچھہ: - اس کی سمجھتی گئی اور رانی پرتیاکھیانی کرودھ کے سامنے ہے۔ جیسے کاجل کارنگ کوشش کرنے پر چھوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوچھہ بھی کوشش کرنے پر ڈور ہو جاتا ہے۔

۱۳- سنجون (नन्दिवलन संज्ञन) کرودھ۔ اس کا طہرہ ۲۰ ماہ ہے۔ یہ بیت راگ پر کی پیٹا چیزیں ہونے دیتا ہے۔ ویو گئی کے بندھ کا کارن بنتا ہے جیسے پافی پہ کھنچی ہوئی لکیر جلدی ہی میٹ جاتی ہے۔ دیسے ہی یہ کرودھ بھی جلدی میٹ جاتا ہے۔

۱۴- سنجون مان (नन्दिवलन मान) اس کا طہرہ اور ایک ماہ کا ہے۔ اس کی گئی اور رانی سنجون کرودھ کے سامنے ہے۔ تینکے کو آسانی سے جھکایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ مان بھی آسانی سے ڈور ہو جاتا ہے۔

۱۵- سنجون مایا: - اس کا طہرہ اور یہ ۲۰ دن کا یخرا اس کی گئی اور رانی سنجون کرودھ کے سامنے ہے۔ جیسے اونکے دھائے کابٹ دبل آسانی سے اُنتر جاتا ہے۔ اسی طرح یہ مایا بھی جلدی لشت ہو جاتی ہے۔

۱۶- سنجون لوکھہ: - اس کا طہرہ اور انتر مورت (۲۸ منت) سے کم وقت کا ہے۔ اس کی گئی اور رانی سنجون کرودھ کے سامنے ہوئی ہے۔ جیسے بلدی کارنگ دھوپ سے جلدی چھوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوچھہ بھی جلدی دُڑ ہو جاتا ہے۔

چار تر موہنیہ کرم کا دوسرا بھیڈ نوکشائے (नन्दिवलन) موہنیہ

نے وہ کارن پھر بتائے ہیں۔ جیسے (۱) نیادہ (۲) فصل کہنا۔
 دشمن موبینہ (۳) نیادہ مان کہنا (۴) نیادہ صل کہنا (۵) نیادہ لوچہ (۶) دشمن موبینہ
 کی نیادتی (۷) چارتہ موبینہ کی نیادتی۔ اس طرح موبینہ کرم پھر کار سے
 باندھا جاتا ہے۔ (۸) پر کار سے اس کا بھگتیان ہوتا ہے۔ یہ اٹھائیں قسمیں
 موبینہ کرم کے اٹھائیں بھی ہیں۔ جن کا ذکر سمجھی کے ہمیں بھی بھیڑ (۹) اکٹھے
 اگر کہیں تو درشن موبینہ کے تین بھی چارتہ موبینہ کے ہمیں بھیڑ (۱۰) اکٹھے
 لوکشائے) یہ سب ملک اٹھائیں بتتے ہیں۔

آٹھ کرموں میں موبینہ کرم بہت بھیند کرم انگلیا ہے۔ جیسے سینا پتا
 سینا کا مالک ہوتا ہے۔ ایسے ہی یہ کرموں کی فوج میں سالار سمجھا جاتا ہے
 جب تک اس کرم پہ تابو نہیں پایا جاتا تاہم اس بہت کیان کے دروازے
 کبھی کھل نہیں سکتے۔ موہ کو چیختے بناہر اور سال کی تیپسی بھی ناکارہ
 ثابت ہوتی ہے۔ موبینہ کرم کی بہولت شری باہد بی جی مہاراج گودوستی
 ہونے کے باوجود کیوں لیان کے جہاں مندر میں داخل نہ ہو کے بھگوان
 ہماویر کے پر دھان ششیہ شری اندر بھوقی کو تم جی مہاراج موہ کے کارن
 بھگوان ہماویر کی زندگی میں کیوں گیانی نہ بن سکے۔

موبینہ کرم کی بھیند کار نکھاہ کرنے کے لئے بہت مشاہیں وہی جاسکتی ہیں
 مگر نیادہ تشریخ نہ کرتے ہے ایسا ہی کافی ہے کہ موبینہ کرم کا سینا پتی
 جینا بہت مشکل ہے۔ اور جب اس پہ قابو پا لیا جاتا ہے۔ پھر دشیاک (۱۱)
 مشکلیں حل ہے جاتی ہیں۔ اس لئے ہم سب کافر من ادیں ہے کہ بھیند

کو جتنے کے لئے موبینہ کرم کو پیدا کرنے والے دجوہات سے اپنے نگوچا میں۔

۵۔ ایلوش کرم

کرم آٹھ ہوتے ہیں۔ ان میں پانچ کرم ایلوش
 کرم ہے۔
 ایلوش کرم وہ کرم ہے جس کی بدولت ایہ آنما شری میں پند رہتی ہے۔ اور
 اس کے بندھوں پر اس قاب کو چھوڑ کر چل جاتی ہے۔ زندگی اور رفتار
 کے فعل آیوش کرم کی بدولت ہی دکھانی دیتے ہیں۔ جب ایلوش کرم وجود
 میں آتی ہے سارا پناہیں دیاں شروع کر دیتا ہے تو زندگی وجود میں آتی
 ہے۔ دیبا آباد ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ اپنی ما یا سیف لیتا ہے۔ یا یوں کہیں
 کھتم ہو جاتا ہے۔ تو بابنا یا کھیل یا گڑھ جاتا۔ جیو کبھی بھی حالت میں ہو
 اس کے ختم ہوتے ہی شری کو چھوڑ کر جاگ جاتا ہے۔ ایلوش کرم کے ختم ہوتے
 کے سیندھ میں کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ کب ختم ہو جائے انسان پیاس سے
 لبر کر جب لھرا تاہے اور گھروالی سے پانی ماندا ہے۔ لکھروالی جب پانی سے
 لردا پس آتی ہے تو پہنے والے پتی دیوار اس دنیا سے کوچ کر گئے ہوتے
 ہیں۔ بڑے بڑے منتر وادی۔ منتر وادی اور منتر وادی بھی اس کا
 لامہ پاسک۔ بڑے سے بڑے ڈاکٹریاں آ کر بے بس ہو گئے۔ اسی نظریہ
 اگر شاہرا نہ انداز میں بیان کیا جاتے تو کہا جاسکتا ہے۔ مگر یہ کرم
 لامہ اور کسی وقت بے دم ہو جائے

آئی جب وہ گھری توجانے والے چل دیئے
و بیویتے ہی دیکھتے سب رہ گئے وہ چل دیئے
شہشیدوں کے ڈھیر تھے اور پاس بیٹھے دید تھے
کہ رہے تھے تین سیکنڈ مانے والے چل دیئے
فونج کا نہیں ہے کڑا چیڑا یا بھی آسکتی شے حقیقی
حقیقت کشا سب طرح پر جانے والے چل دیئے
ہنتر وادی - ہنتر وادی - ہنتر وادی تھے بھی
تھے چوکتے ہر طرح پر جانے والے چل دیئے
پانی پینے کو منگایا استری لینے کئی
پانی لے کر آئی پر پینے والے چل دیئے
ساس نے ہموجن بنا یا واسطے داما کے
تحا پر وسہ پیار سے پر کھانے والے چل دیئے
”منی گیان“ ہیں سب شلکتیاں بے کار آگے موت کے
کانپتا جن سے جہاں تھا وہ بھی آخر چل دیئے
آیوش کرم کے چار بھید : - شرمن بھگوان مہا دیور سوا میں آیوش
کرم کی تشریح کرتے ہوئے اُس کے چار بھید بتلاتے ہیں - جیسے کہ :-
۱) نیک آیوش کرم د (چار بھید) نار کی جیو کا آیوش
۲) ترپیخ آیوش کرم (چار بھید) ترپیخ بھی پشو کا آیوش کرم
۳) نمش آیوش کرم (چار بھید) نمش یعنی انسان کا آیوش کرم

۱- دیو آیوش کرم (چار بھید) دیو یعنی فرشتے کا آیوش کرم - بھگوان مہا دیور
فرماتے ہیں کہ آیوش کرم اطریقوں سے باندھا جاتا ہے۔ نیک آیوش کرم
باندھنے کے چار کارن ہیں۔ جیسے کہ :-
۲- مہا بھر (چار بھید) بہت سی زندگیوں کی ہنسا ہو۔ اس قسم کے
بھیں کہ جذبات سے کام کرنا مہا ہنسا کرنا۔
۳- ہما پر یگرہ (چار بھید) دُنیا کے پدار مکتوں سے بہت زیادہ چھٹا۔
بہت زیادہ آسکتی بھاؤ بناتے رکھنا۔
۴- شپندر یہ بدهد (چار بھید) پانچ اندیہ والے جیووں کو
جان سے مار دینا۔
۵- گوہنها رہ : - (چار بھید) مانس کھانا۔
۶- ترپیخ آیوش کرم بھی چار کارنوں سے باندھا جاتا ہے۔ جیسے کہ۔
۷- عایا : - چھل کپٹ کرنا۔ کھنا کچھ اور کرنا کچھ مُنہ میں رام رام بغل میں چھری
والی کہاوت سے اپنے جیوں کو چلانا۔
۸- نایا میں مایا : - چل میں چل کرنا۔ یعنی ایک بار پہلے بھی دھوکے سے بات کرنے
اور اس کے بعد پھر دھوکا دینا۔
۹- جھوٹ بولنا : - اصل بات کو چھپانا
۱۰- جھوٹے قول ماپ رکھنا : - خریدنے کے لئے زیادہ اور بھیجنے کے لئے
کم قول و ماپ استعمال کرنا۔
آیوش کرم کا تیسرا بھید مُنش آیوش کرم ہے۔ اس کو باندھنے کے بھی

پہاڑتی ہوتی ہے۔ (۲) تریخ آیوش کرم کے بندھ کارلوں کے باندھ سے چیو پٹریلنا ہے (۳) مُنش آیوش کرم کے بندھ کارلوں کے باندھ سے بیوی اسی چلے کو عاصل کرتا ہے۔ (۴) دیو آیوش کرم کے بندھ کارلوں کے باندھ سے جید دیو بنتا ہے۔

آیوش کرم کے آدھار پر سورگ نرگ کی دنیا تیار ہوتی رہے۔ یہاں جو کو انسان اور جیوان بناتا ہے۔ آیوش کرم کے بندھ کارلوں کو دیکھتے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خود اپنی ماقبت بتاتا ہے۔ اپنے اعمال سے وہ فرشتوں کی دنیا میں پہنچتا ہے۔ اور اس کے اعمال میں امداد و داد کی بھی میں جلاتے ہیں۔ اس لئے کرم واد کے سب افراد اپنے اپنے افسوس کی وجہان چھاؤ یہ سوہنی دنیا کے دگوں اور سیام ویا میانمار اور اسے ورزش کی آگ سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو دوزخ کے سامنے منتظر کر رہی زندگی کے باش میں بدر گوں کا ادب مان کی تعلیم اور مجکھ کر رہی عادت حسد سے پہنچی اور دین دکھیوں پر دیا جھاؤ غیرہ کے نوشبووار پھول پیدا کرو۔ تاکہ خود مہک سکو اور دوسروں کو مہکا سکو۔

چار کارن ہیں (۱) سو بجا و تھرل ہونا۔ کپٹ نہ کرنا (۲) سو بجا و سے مودب ہونا۔ بزرگوں کی تعظیم کرنا (۳) دکھیوں کو دیکھ کر دل میں دیا جاؤ لانا۔ رحم کرنا (۴) بھی سے حمد نہ کرنا۔

آیوش کرم کا پہنچنا بجید دیو آیوش کرم ہے۔ اس کا بندھ بھی چار کارلوں سے ہوتا ہے۔ (۱) سرگ سنیم (سرگ سنیم) برگ سیت سنیم کا پالن کرنا (۲) دلیش ورقی (دلیش ورقی) یعنی شراوک دھرم کا پالن کرنا (۳) اکام نہ جرا (اکام نہ جرا) پنا چھا کے کرموں کی نیچہ کرموں کو کھپانا۔ بجاویہ ہے۔ کہ ایک آدمی تپسیا کرنا ہیں چاہتا پر تھجیہ پالن سے دُور بھائنا چاہتا ہے۔ مگر مجبوراً اُس سے بھوک سہنی پڑتی ہے۔ اور یہ سمجھیہ کا پالن کرنا پڑتا ہے۔ جیسے شاستر کہتے ہیں۔ کہ مجبوری طور پر غلامانہ ذہنیت سے جتنکیف سہی جاتی ہے۔ اُس سے ہونے والی کرموں کی نیچرا اکام نہ جرا ہوتی ہے۔ (۴) اگیان تپ (اگیان تپ) پناگیان کے جو تپ کیا جاتا ہے۔ مُصلحی رمانا۔ درختوں کے ساقشوں اپنے آپ کو اٹھانے باندھ لینا۔ پانی میں کھڑے رہنا وغیرہ یہ سب تپسیا اگیان تپ کمالی۔ آیوش کرم کیں کارلوں سے باندھا جاتا ہے۔ یہ بتا یا جا چکا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیوش کرم کا مجھگنان کی طرح کیا جاتا ہے۔ وہ اپنا چل کیسے دیتا ہے۔ اس کے جواب میں جیسے آچاریہ فرماتے ہیں۔ کہ آیوش کرم اپنے چل کا مجھگنان چار طرح سے کرتا ہے۔ (۱) نر کا آیوش کرم کے بندھ کارلوں کو جیون میں لانے سے نرگ کی

۶۔ نام کرم

ہر طبقہ کروں میں چھٹا کرم نام کرم ہے۔ یہ کرم جیو کی مختلف حالتیں بدلتا رہتا ہے۔ کبھی جیو کو نار کی بناتا ہے۔ کبھی پیشو۔ کبھی انسان اور کبھی دیوتا بنا دالتا ہے۔ جیسے چیرا انیسا پر کار کے رنگوں سے مختلف قسم کی اچھی اور بُری تصویریں تیار کرتا ہے۔ اسی طرح نام کرم جیو کے اچھے اور بُرے مختلف قسم کے روپ بنا دالتا ہے۔ نام کرم کے ۱۰۳ ہیئتے ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نمک گتی نام کرم (۲) تریخ گتی نام کرم (۳) مُش گتی نام کرم (۴) دیو گتی نام کرم۔ اُن کروں کی بد و نت جیو ترتیب دار نار کی۔ پیشو۔ انسان اور دیوتا کی حالت کو حاصل کرتا ہے۔ (۵) ایک اندر یہ جاتی نام کرم (۶) دو اندر یہ جاتی نام کرم (۷) تین اندر یہ جاتی نام کرم (۸) چار اندر یہ جاتی نام کرم (۹) پانچ اندر یہ جاتی نام کرم۔ اُن کروں کی مہر بافی سے جیو کو سلسلہ دار ایک اندر یہ درود تین۔ چار اور پانچ اندر یہ اس حاصل ہوتی ہیں۔ (۱۰) اُو دار کا شریرو (۱۱) دار کا شریرو (۱۲) نام کرم۔ خون۔ مانس۔ ہڈی و اسے شریرو کو ادار کا شریرو کہتے ہیں۔ اس کرم سے جیو کو ادار کا شریرو ملتا ہے۔ (۱۳) دیکریہ شریرو نام کرم (۱۴) دار کا شریرو چھوٹا بڑا اور انسان میں چلنے کے قابل ہوتا ہے۔ اور جسے لوگوں کی نظریں

سے او جعل ہی کیا جا سکتا ہے۔ ایک شریرو کو دیکریہ شریرو کہتے ہیں۔ اس کرم کی مہر بافی سے جیو کو دیکریہ شریرو ہوتا ہے۔ (۱۵) اُو دار کا شریرو نام کرم۔ (۱۶) کشیتیں بہار میں پڑھنے والیں جیو کو ایک شریرو کہتے ہیں۔ اس کرم کی نفعیت دیکھنے کے لئے جب اس کشیت کو جانا چاہئے ہیں۔ اب لہٰذا اُنکے (۱۷)۔ (۱۸)۔ (۱۹) سے ایک لاثق جتنا بلور کی طرح صاف و نفاذ جو شریرو دھارنے کرتے ہیں۔ اُسے آہا ک شریرو کہتے ہیں۔ ماس کرم سے جیو کو اس شریرو کی پر اپنی ہوتی ہے۔ (۲۰) تیجس شریرو (۲۱)۔ (۲۲)۔ (۲۳) نام کرم۔ جس شریرو سے بھوجن پختا ہے۔ وہ تیجس شریرو کہتا ہے۔ اس کرم سے پیش ریہ ملتا ہے۔ (۲۴) کارن (۲۵)۔ (۲۶) شریرو نام کرم۔ آنکے ساتھ گھٹے ہوئے آٹھ پر کار کے کرم پر گلوں کو کار من شریرو کہتے ہیں۔ تا اس شریرو سے جیو اپنے من شستھا نا کو چھوڑ کر اپنی (۲۷)۔ (۲۸) سختان کو حاصل کرتا ہے۔ ماس کرم کی مہر بافی سے کار من شریرو حاصل ہوتا ہے۔ (۲۹) اُو دار ک اٹھوا پانگ (۳۰)۔ (۳۱)۔ (۳۲)۔ (۳۳) نام کرم (۳۴)۔ (۳۵) دیکریہ (۳۶)۔ انگوا پانگ نام کرم (۳۷)۔ (۳۸) آہا ک (۳۹)۔ (۴۰) اٹھوا پانگ نام کرم ان کروں کی بد و نت سلسلہ دار اور ایک شریرو دیکریہ شریرو اور آہا ک شریرو کے آکار (فضل) میں بدلے ہوئے چہ گلوں سے اُنہاں اور انہاں پنگ روپ ایلو (۴۱)۔ (۴۲) بنتے ہیں۔ (۴۳) اُو دار ک سنگھا (۴۴)۔ (۴۵) سنتان نام کرم (۴۶)۔ دیکریہ سنتان نام کرم (۴۷)۔ (۴۸) آہا ک سنگھا نام کرم (۴۹)۔ تیجس

سنگھاتن نام کرم (۴۲۳) کارمن سنگھاتن نام کرم مان کرسوں کے اودے سے سے مسلسلہ وار اودا رک عیکریہ۔ آہارک (۴۲۴) س اور کارمن شریہ کی شکل میں بدلے ہوئے پڑگیں آپس میں نہ دیکھاتے ہیں۔ ایکسا دوسرے کے پاس باقاعدگی سے ٹکتے ہیں۔ (۴۲۵) اودا رک بندھن نام کرم (۴۲۵) اودا رک تیجس بندھن نام کرم۔ (۴۲۶) اودا رک کارمن بندھن نام کرم۔ ان کرسوں کی بدولت مسلسلہ وار ہے گہن ہوتے اودا رک تیجس اور کارمن پڈگلوں کے ساتھ گرسن کئے جاتے والے اودا رک تیجس اور کارمن پڈگلوں کا آپس میں سمبندھ چھڑتا ہے۔ (۴۲۷) دیکریہ ویکریہ بندھن نام کرم۔ اس کرم کی بدل پہلے گہن کئے ہوئے دیکریہ پڈگلوں کے ساتھ گہن کئے جاتے والے دیکریہ پڈگلوں کا آپس میں سمبندھ چھڑتا ہے۔ اسی طرح (۴۲۸) دیکریہ تیجس بندھن نام کرم (۴۲۸) دیکریہ کارمن بندھن نام کرم (۴۲۹) آہارک آہارک بندھن نام کرم (۴۲۹) آہارک تیجس بندھن نام کرم (۴۳۰) آہارک کارمن بندھن نام کرم (۴۳۰) آہارک بندھن نام کرم (۴۳۱) آہارک بندھن نام کرم (۴۳۱) آہارک تیجس کارمن بندھن نام کرم (۴۳۲) آہارک دل کا تیجس اور کارمن دل (۴۳۲) کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ (۴۳۳) دیکریہ تیجس کارمن بندھن نام کرم (۴۳۳) آہارک تیجس کارمن۔ بندھن نام کرم (۴۳۴) تیجس تیجس بندھن نام کرم (۴۳۴) تیجس کارمن بندھن نام کرم (۴۳۵) کارمن۔ کارمن۔ بندھن نام کرم۔ ان کا بھی گہن کر لینا چاہئے۔ اتنا دعیان رہے کہ اودا رک دیکریہ اور آہارک شریہ وں کے پڈگلوں کا آپس میں سمبندھ ہوئیں ہوتا۔ کیونکہ ان کا آپس میں کوئی میل نہیں۔ اس نے ان کے سمبندھ کرنے والے نام کرم بھی نہیں ہوتے (۴۳۶) بچر شریہ نام پرچ سنگ ہن نام کرم

(۱) بہبود مصطفیٰ سنگ ہن کا نام بچر شریہ نام پرچ سنگ ہن کہتے ہیں۔ سب سے مصطفیٰ سنگ ہن کا نام بچر شریہ نام پرچ سنگ ہن ہے۔ اس سنگ ہن کے آدمی کو الگ پہاڑوں سے گرا دیا جاتے۔ اعلیٰ نعمت پانچ باروں کے روشن ڈالے۔ قبضی اُس کا کچھ نہیں پڑتا۔ یہ سنگ ہن ہے اس کرم سے پر پت ہوتا ہے۔ (۳۹)

(۲) بچر شریہ نام پرچ سنگ ہن نام کرم راشمہ نام پرچ سنگ ہن پڑھتا ہے۔ اس کرم سے ہوتا ہے۔ اس کرم سے اس کی چاری ۳۳۱ ہے۔ (۳۰) بچر شریہ نام کرم نام پرچ سنگ ہن دوسرے سینے ہے۔ اس کرم سے ہوتا ہے۔ (۳۱) بچر شریہ نام کرم (۴۰) بچر شریہ نام پرچ سنگ ہن تیسرے سے گزرو رہتا ہے۔ اس کرم سے ہوتا ہے۔ (۴۱) بچر شریہ نام کرم۔ یہ سنگ ہن پرچ سنگ ہن۔ اس کرم سے ہوتی ہے۔ (۴۲) سیوا اتمکا د سارک (۴۲) سارک نام کرم۔ سیوا اتمکا سنگ ہن دیا پنجوں سے گزرو سمجھنا چاہئے۔ کی پاپتی اس کرم ہوتی ہے۔ (۴۳) سم جو چر من شستھان (۴۳) سارک نام کرم (۴۴) بیگ و دھپر ہی منڈل (۴۴) سارک نام کرم (۴۵) سادی (۴۵) سارک نام کرم (۴۶) کوئی شستھان (۴۶) نام کرم (۴۷) باس شستھان (۴۷) سارک نام کرم (۴۸) باس شستھان (۴۸) سارک نام کرم (۴۹) بندھن شستھان (۴۹) نام کرم (۵۰) نام کرم (۵۰) نام کرم (۵۱) نام کرم (۵۱) نام کرم (۵۲) بیگ و دھپر ہی منڈل شستھان (جس شریہ میں ناجی سے اُپر کے اجزا مکمل ہوں)

اوپنچے کے نامکمل) میں سادہ مشتھان (جس شریکے نامبھی سے پنچے کے اجنہا
مکمل اور اوپر کے نامکمل ہوں) علا گنج مشتھان (زبڑا) باسن مشتھان ریاؤٹا
ہند مشتھان (بے ڈول) (جس کے سب اوپر بے ڈھب ہوں۔ پنا
پہنچ کے ہوں) ان مشتھانوں کی پہلی تی ہوتی ہے۔
(۵۰) کرشن ورن (کرشن ورن) نام کرم۔ اس کرم کی بدوست جیو کا شریک کئے
جیسا کالا ہوتا ہے۔

(۵۱) نیل ورن (نیل ورن) نام کرم۔ اس کرم کی بدوست جیو کا شریک طوطے
کے پنکھے جیسا ہر ہوتا ہے۔

(۵۲) بوہتا ورن (بوہتا ورن) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کا شریک سندھور
جیسا ہوتا ہے۔

(۵۳) ہارود ورن (ہارود ورن) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کا شریک ہلدی
جیسا چیلہ ہوتا ہے۔

(۵۴) شویت ورن (شویت ورن) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کا شریک شنکھ
جیسا سفید ہوتا ہے۔

(۵۵) تمری گندھ (تیری گندھ) نام کرم۔ اس کی بدوست چیر کے شریکی گندھی
جیسی ٹوٹبو ہوتی ہے۔

(۵۶) دُری گندھ (دُری گندھ) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کے فریسے
ہسن یا صڑکے پدار تھوں جیسی ٹوآقی ہے۔

(۵۷) گفت رس (گفت رس) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کے شریک کا رس

- سوٹھ یا کال مر جیسا چڑھا ہوتا ہے۔
(۵۸) گٹورس (گٹورس) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کے شریک اس
نیم یا پرائیٹ جیسا کٹ دا ہوتا ہے۔
(۵۹) کشائی رس (کشائی رس) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کے شریک اس
آٹھ یا بیٹھ جیسا کسیلا ہوتا ہے۔
(۶۰) آمل رس (آمل رس) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کے لیے اس
بیجو یا بل جیسا کھانا ہوتا ہے۔
(۶۱) ڈھرس (ڈھرس) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کے لیے اس
گھے جیسا کھٹھا ہوتا ہے۔
(۶۲) گور دسپر ش (گور دسپر ش) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کا شریک
جیسا بخار فی ہوتا ہے۔
(۶۳) لکھو پسپر ش (لکھو پسپر ش) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کا شریک ال
کار و فی جیسا ہلکا ہوتا ہے۔
(۶۴) مر دو پسپر ش (مر دو پسپر ش) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کا شریک مکفن
جیسا کوعل ہوتا ہے۔
(۶۵) کرشن پسپر ش (کرشن پسپر ش) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کا شریک ٹھائے
کی زبان جیسا کھرو در ہوتا ہے۔
(۶۶) شیت پسپر ش (شیت پسپر ش) نام کرم۔ اس کی بدوست جیو کا شریک برف
جیسا ٹھنڈا ہوتا ہے۔

(۴۶۴) اُشن سپریش (آنٹ) نام کرم - اس کی بدولت چیوکا شریہ اگ کے سماں گرم ہوتا ہے۔

(۴۶۵) بینگڈ مہ پریش (جنگڈ) نام کرم - اس کرم کی بدولت چیوکا شریہ ٹھی کی طرح چکنا ہوتا ہے۔

(۴۶۶) گُوكش پریش (جنگڈ) نام کرم - اس کرم کی بدولت چیوکا شریہ اگ کے کی طرح ٹوکھا ہوتا ہے۔

(۴۶۷) دیلو ان لوپ روی (دلیل) نام کرم - اس کرم کی بدولت چس طرح سید ہے جاتے ہوئے ہمیں کونقہ کے نور یعنی گھما کر دوسرا راستے پر چلا یا جاتا ہے۔ اُسی طرح یہ کرم قدرتی پر چھوار سطح (سام جوڑی) پر چلتے ہوئے چیوکا شریہ اگ کر دشمنی (نامہوار) میں ٹھہرے ہوئے اپنی آپتی سخنان دیلو گتی کو پر اپت کر دیتا ہے۔

(۴۶۸) سُشیالا لوپ روی (سانچھا نانو پوکی) نام کرم - (۴۶۹) تیر تھیچ نو ربی (تیر تھیچ) نام کرم - (۴۷۰) نیمان (نیما) نام کرم - ان کیمیں کی بدولت سلسہ دار اسم شریہ سے چلتا ہوا چیوکا شریہ یعنی ٹھہرے ہوئے اپنی سخنان۔ ٹھیش گتی، تیر پچ گتی اور زبرگ گتی کو پر اپت کرتا ہے۔

(۴۷۱) شجھ و ہایو گتی (شجھ و ہایو) نام کرم - (۴۷۲) اشجھ و ہایو گتی (اشجھ و ہایو) نام کرم - این کرمیں کی بدولت سلسہ دار چیوکی گتی (چار) ہنس کی طرح ٹھیجہ اور لدھے کی طرح اشجھ ہوتی ہے۔ (۴۷۳) پر اگھات (پر اگھات) نام - اس کرم کی بدولت چیوکے بڑے بلوان لوگوں

کی نظروں میں ابے (نہ بیتا جا سکنے والا) دکھائی دیتا ہے۔ بڑے بڑے بھی اس کا لوہا مانتے ہیں۔ اس کو دیکھتے ہی ملمندوں کے چکے چھوٹ جاتے ہیں۔ ایسا اس کا دب دب رہا ہوتا ہے۔ (۷۷) اُشواس (جنگڈ) نام کرم - اس کرم کی بدولت چیوکا شریہ اگ کے دب دب رہا ہوتا ہے۔ (۷۸) آٹپ (آنٹ) نام کرم اس کرم کی بدولت چیوکا شریہ اگ کے دب دب رہا ہوتا ہے۔ (۷۹) آٹپ ر (آنٹ ر) نام کرم اس کرم کی بدولت چیوکا شریہ اگ کے دب دب رہا ہوتا ہے۔ (۸۰) آٹپ ر (آنٹ ر) نام کرم اس کرم کی بدولت چیوکا شریہ اگ کے دب دب رہا ہوتا ہے۔ (۸۱) تیر تھیچنگر (حکن) نام کرم اس کرم کی بدولت تیر تھیچنگر پد کی پر اپتی ہوتی ہے۔ (۸۲) نیمان (نیما) نام کرم اس کرم کی بدولت اگ اور اپنگا شریہ میں اپنی اپتی جگہ ٹوٹ ہوتے ہیں۔ (۸۳) اپ لگھات (اپ لگھات) نام کرم - اس کرم کی بدولت چیوکا شریہ اگ کے دب دب رہا ہوتا ہے۔ جیسے ہونٹوں سے نکلا ہوا چیوکے اپنی جسمانی اجزاء سے تکلیف پاتا ہے۔ جیسے ہونٹوں سے نکلا ہوا ڈانت۔ رسسوی۔ چھٹی اونچی دیغڑہ (۸۴) ترس ر (ترس) نام کرم - اس کرم کی بدولت چیوکو دواندریہ۔ یعنی اندر ریہ دیغڑہ چیوکوں کے شریہ کی پر اپتی ہوتی ہے۔ (۸۵) بادر (جانٹ) نام کرم - اس کرم کی بدولت چیوکا شریہ بادر داگھوں سے جس کو دیکھا جاسکے۔ جوٹا ہوتا ہے۔

(۸۶) پرمیاپت (م ۲۷) نام کرم ساس کرم کی بدولت جیو اپنی اپنی پرمیاپت کی (جس طاقت کی بدولت جیو پد گلوں کو گہریں کر کے اُن کو آہار شیریہ اندھریہ وغیرہ کے روپ میں تبدیل کرتا ہے) دالا ہوتا ہے (۸۷) پرتیک (م ۲۸) نام کرم - اس کرم کی بدولت ایک ایسا شیریہ کا ایک بھی جیو مالک ہوتا ہے جیسے انسان اور جیوان کا شریپ (۸۸) سیصر (Cesar) نام کرم - اس کرم کی بدولت پرانی کے دانت ہڈی وغیرہ جسمانی اعضا مفہوم ہوتے ہیں ۔ (۸۹) شجہ (M ۲۹) نام کرم - اس کرم کی بدولت نابھی سے اوپر کے ہاتھ وغیرہ جسمانی اعضا شجہ ہوتے ہیں ۔ ہاتھ - ببر وغیرہ چھوڑ جانے پر کسی کو بڑا نہیں لگتا - مگر پاؤں کے چھوڑ جانے پر بُرا محسوس ہوتا ہے ۔ اس لئے ہاتھ - ببر وغیرہ کو شجہ مانا جائیا جائے ۔ (۹۰) سبھگ (M ۳۰) نام کرم - اس کرم کی بدولت کسی پکار کا احسان کئے بنائی جیو سب کا پیارا بنتا ہے ۔ (۹۱) سوسو (Soso) نام کرم - اس کرم کی بدولت کوئی جیسی آواز حاصل ہوتی ہے ۔

(۹۲) آدم (M ۳۱) نام کرم - اس کرم کی بدولت جیو کا سنسار میں یش اور کیر قی پھیلتی ہے ۔ ایک دشا میں ہونے والی تعریف کو کیر قی اور سب دشاؤں میں ہونے والی تعریف یش کہتے ہیں ۔ یادان تپ وغیرہ کے کرنے سے جو نام ہوتا ہے وہ کیر قی اور دشمن پر قابو پانے سے جو نام ہوتا ہے وہ یش کہلاتا ہے ۔

(۹۲) سختادر (م ۳۲) نام کرم ماس کرم کی بدولت جیو سختادر (بزری - مٹی دیزہ کے جیو جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جاسکے) حالت کو پر اپت کرتا ہے ۔ (۹۵) سوکشم نام کرم (M ۳۳) اس کرم کی بدولت جیو کو سوکشم شریپ (ایسا شریپ جو نیکی کو روک سکے اور نہ کبھی سے روک سکے) ملتا ہے - مٹی وغیرہ پانچوں سختادر جیو اسی نام کرم والے ہوتے ہیں ۔ یہ سبھی لوکاں کا شرح جیو اجھو پارہ (پانچوں شرح) میں پھیلے رہتے ہیں ایکھوں دیکھ لیں ۔ (۹۶) اسکھ (M ۳۴) نام کرم - اس کرم کی بدولت جیو کو پورا نہیں کر سکتا ۔ (۹۷) سادھارن (M ۳۵) نام کرم - اس کرم کی بدولت انٹت جیووں کو ایک جیو جیسے آلو - موی وغیرہ کے جیو ۔ (۹۸) استھر (M ۳۶) نام کرم کی بدولت جیو کو کان - زبان وغیرہ شریپ کے جیتے چنپل (M ۳۷) نام کرم کی بدولت جیو کو کان - زبان وغیرہ شریپ کے جیتے چنپل (M ۳۸) نام کرم - اس کرم کی بدولت نابھی رنگی (M ۳۹) نام کرم - اس کرم کی بدولت نابھی رنگی کے پاؤں وغیرہ جسم کے جھقے اشجھ ہوتے ہیں ۔ پاؤں وغیرہ کے چھوٹے سے ناراہنگی ہوتی ہے یہی ان کا اشجھ پن ہے (۱۰۰) اور بھگ (M ۴۰) نام کرم - اس کرم کی بدولت بھلا کرنے والا بھی بُرالگتا ہے (۱۰۱) دستور (M ۴۱) نام کرم - اس کرم کی بدولت جیو کی آواز بُری لگتی ہے ۔ (۱۰۲) انا دیہ (M ۴۲) نام کرم - اس کرم کی بدولت جیو کی آواز بُری لگتی ہے ۔ بادیں بات ہونے پر بھی اُسے کوئی سنتا نہیں (۱۰۳) ایشیہ کیر قی - (M ۴۳) نام کرم -

نام کرم - اس کرم کی بدولت اُفی کو سفاری میں اپریش اور اپریکر تی
چھلتی ہے۔

نام کرم باندھنے کے کارن:- نام کرم کے کہتے ہیں اور نام کرم
کہتے پر کار کا ہوتا ہے۔ یہ بتلایا جا چکا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے
کہ نام کرم باندھا کیسے جاتا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بھلوان
ہمادیہ نے فرمایا۔ کہ کرم نام دوپر کار کا ہوتا ہے۔ شجھ نام کرم اور اشجھ
نام کرم اور پرہود نام کرم کے ۱۷۲۱ء اجنبیہ بتلاتے گئے ہیں۔ وہ ان دونوں کے
بلے علیے پھیلے ہیں۔ شجھ نام کرم باندھنے کے چار کارن ہیں (۱) شریہ
(۲) وچن (۳) اور دل سے کسی کو دھوکا نہ دینا (۴) مد قسر (۵)۔
اجنبیان اور حسد کا نہ ہونا۔ اشجھ نام کرم بھی چار طرح سے بندھتا ہے۔
(۱) شریہ (۲) وچن (۳) دل سے کسی کو دھوکا دیا اور (۴) اجنبیان اور
حسد رکھنا۔ شجھ نام کرم (۵) اپر کار سے بھوکا جاتا ہے۔ جیسے کہ:-

(۱) اشٹ (پیارا) شبد (۲) اشٹ روپ (۳) اشٹ لندھڑ (۴) اشٹ
رس (۵) اشٹ سپرش (۶) اشٹ لگنی (۷) اشٹ سستھنی (۸) اشٹ
لادنیہ (رسندر تما) (۹) اشٹ بیش کیری (۱۰) اشٹ اُتھان (ادنچا ہونا)
(طاقت) اور منح (رشق) پر کار (طاقت کی خودداری۔ پر کرم زانس
وشن کو لشٹ کرنے کی طاقت) (۱۱) اشٹ سور (۱۲) کانت سور
(رسندر) (۱۳) پر یہ سور (۱۴) منوگیہ (منوہر) سور۔

اشجھ نام کرم بھی چودا پر کار سے بھوکا جاتا ہے۔ جو شجھ نام کے

پتوڈہ بھی دیتے گئے ہیں بن سائیں گھنام ہے۔ اسی المثل اُفی کرم
مندرج بالاسودوں میں مکمل کرم کیں پس کو کھالکی پوشل کی
اگر ہم کے بھی بھروسے کیلئے اس طلاق کی طلاق کر لے لیں تو ہم کے کبھی
مکتا ہے۔ خاص طور پر چار ہاؤں۔ انسان کو کہلے چکا کو اسی
کرفی چاہئے۔

۱- دل سے اندھ کپٹ دو گھر کا دردار اور باہر سے اس کے دل سے
لوگ بگلا بھلگت ہیں کہ لوگوں کے اداروں کے ساتھ کیا کہا جائے؟
کرم کی دلدل میں چھنس جاتے ہیں
۲- زبان سے جو چکوئی تسامہ اس بخرا کپڑ کے سمجھنے والا اسے آسافی سے بھج
سکے اور وہ کسی پر کار کے دھوکے میں نہ رہے۔ ایسی بات کہنا جس کے دونوں طلب
نکلتے ہوں۔ ملیکا نہیں۔ (۳) با تھیر آنکھوںہ ویزہ جتنے بھی جسمانی اجزا ہیں
اُن سے کسی کو دھوکا مت دو۔ (۴) اجنبیان کے شیطان کے چنگیں چھنس کر
لندگی کے انبویں دھنی کو برآمدت کرو۔ اور کسی کی ترقی کو دیکھو کو جلنے اور طردا حسد
کرنا ویزہ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو انسان کو لگاوٹ کے گڑھے میں ڈال دیجیا ہیں
شرمن بھیوں جہا ویزہ ملتے ہیں۔ کہ لندگی کو شکھنے بنانے کے لئے یہ گساوٹیاں
ہیں۔ جو آدمی اُن گیاٹندیوں پر سچے دل سے چلتا ہے۔ وہ ایکا دن یہ
عاصم لکھنی کو حاصل کرتا ہے اور دنیا کے تمام دکھوں سے چھٹکارا پاک رکھوں
کے پاک و صاف تالاب میں غیر طے رکھتا ہے۔

کام گور کرم

کرموں کی تشریح کرتے ہوئے شرمن بھلگوان مہا دیر سوامی نے ساتوں کرم گور تبلیا ہے۔ یہ کرم اس جیو آنکار کو اونچ اور نیچ گل میں پیدا کرتا ہے۔ کہاں جیسے چھوٹے اور بڑے ہوتے تین تیار کرتا ہے۔ ویسے ہی یہ کرم تبھی جیو کو اونچا اور کمپھی نیچا پنا دیتا ہے۔ اس کرم کے دو بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ (۱) اور چھر گور (۲) پنج گور۔ جس کرم کی بدولت چیو اُتم گل میں جنم لیتا ہے وہ اونچے گور اور جس کرم کی مہربانی سے یہ چیو پنج گل میں پیدا ہوتا ہے۔ اُسے پنج گور کہتے ہیں دھرم اور ایقی کی حفاظت کے خیال سے جس گل نے بہت دیر سے مشہوری حاصل کی ہے وہ گل اونچی گل کہلاتا ہے۔ اور جو گل اونچرم۔ ایقی کے چھل میں پھنس کر بہت عرصہ سے بیوزت ہو چکا ہے یا ہورہا ہے اُسے پنج گل کہتے ہیں۔

گور کرم باندھنے کے کارن

شرمن بھلگوان مہا دیر سوامی سے جب یہ پوچھا گیا۔ کہ بھلگوان! گور کرم کین دھرمات کی پشاپ باندھا جاتا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ گور کرم (۱) کارنوں سے باندھا جاتا ہے۔ ان میں آٹھ کرم اونچ گور کے ہیں۔ اور آٹھ کارن پنج گور باندھنے کے مانے گئے ہیں۔ اونچی گور باندھنے کے آٹھ کارن مندر جذبیل ہیں۔

۱۔ جاتی (ماتا کے خاندان) کا غرور نہ کرناد (۲)، گل (پتا کے خاندان) کا غرور نہ کرناد (۳)، بیل (لطاقت) (۴)، روپ (رشکل صورت) (۵) تپسیا (۶)، گیان (۷)، لا بھر (آدمی) اور رہ (۸)، آپشویر (عیش و عشرت) کا غرور نہ کرناد۔ اسی طرح پنج گور باندھنے کے بھی آٹھ کارن ہیں۔ وہ ان سے باطل اٹھ ہیں۔ یعنی جاتی۔ گل۔ بیل۔ روپ۔ تپسیا۔ علم۔ لا بھر اور آپشویر کا غرور کرنے سے پنج گور کا بندھن ہوتا ہے۔

گور کرم کیسے بھوگا جاتا ہے؟ ۰۔ گور کرم کیسے بندھتا ہے۔ ۰۔ سب بتلا یا جا پکھاتے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ گور کرم اپنا بھلگنان کیسے کرتا ہے؟ اس کا پھل کیسے ملتا ہے؟ ۰۔ اس کا جواب بھی سمجھ لیجئے۔ شرمن بھلگوان ہوا دیر سوامی فرماتے ہیں۔ کہ اونچی گور آٹھ طرح سے اپنے پھل کا بھیجاں کا بھلگنان کرتا ہے۔ (۱) جاتی کا بھیجاں نہ کرنے سے اچھا گل۔ روپ کا غرور نہ کرنے سے اچھا گل۔ بیل کا بھیجاں نہ کرنے سے اچھا گل۔ روپ کا غرور نہ کرنے سے مندر روپ۔ تپسیا کا غرور نہ کرنے سے اچھا گل۔ گیان کا غرور نہ کرنے سے اچھا گیان۔ لا بھر کا غرور نہ کرنے سے اچھا لا بھر اور آپشویر کا غرور نہ کرنے سے شاندار آپشویر نہ کرنے سے اچھا لا بھر اور آپشویر کا غرور نہ کرنے سے شاندار آپشویر نہ کرنے سے اچھا لا بھر۔ اسی طرح پنج گور کرم بھی اپنا پھل آٹھ طریقوں سے بھلگنان کرتا ہے۔ اور وہ اونچی گور سے باطل اٹھ ہوتا ہے۔ یعنی جاتی کا غرور نہ کرنے سے نکتی جاتی ملتی ہے۔ گل کا غرور کرنے سے لگیا گزرا گل ملتا ہے۔ وغیرہ۔

گور کرم کسے کہتے ہیں۔ اس کے بھید کہتے ہیں۔ وہ کیسے باندھا جاتا

اور وہ اپنے پھل کا جھلکان لیکے کروتا ہے۔ ان سب بازار کے متعدد
بنیا جا چکا ہے۔ گور کر، کامگر اپنی کے ساتھ جب مطاعم کرتے ہیں تو
ایکسا بہت بڑی نصیحت ہمارے سامنے آتی ہے۔ وہ یہ کہ انسان کو جب
عمر و نہیں کرنا چاہئے۔ یہ عز و رہی ایک دن اس انسان کو شیخ گوت
کی بیماریوں میں جکٹا ڈالتا ہے۔ اسی لشے جین وہم کے چوبیسوی تر قینٹر
بھلکوان ہماری فرماتے ہیں۔ کہ بعد ادار انسان کو عمر و سے دور رہنا
چاہئے۔ عز و بہت اپری چیز ہے۔ جتنا ہم عز ور کے نزد یک جلتے ہیں
سچائی اُتنی ہی دور بھاگتی ہے۔ جتنا غزوہ سے دور رہتے ہیں سچائی اُتنی ہی
ہمارے نہ ڈیکھ آتی ہے۔ بھلکوان ہماری فرمائیں کہ اسی خیال کو پیش کیا ہے

جتنا کسی میں پاؤ تم اکبر عز و رکم
ڈھنا ہی اس کو جھو حقیقت سے دور ملم
ایسا اور شایرا پتھریں کا یہی اظہار کرتا ہے۔
جیون ہے ون چار دنیا فانی دا
ذر کر اتنا مان تو زندگانی دا

۸۔ انترائے کرم

مگر اپنی کے ساتھ جس وقت ہم اس دنیا کا مطاعم کرتے ہیں۔ تو ہمیں اس
کے مختلف رنگ نظر آتے ہیں۔ کوئی خوشحالی کے رنگ میں رنگا کھافی دیتا ہے
اور کوئی بدھالی کے پر رنگ سے مر جانا ہوا دیکھتے ہیں آتا ہے۔ یہ فرق کیوں ہے

۱۔ اس کے متعلق ہندوستان کے ہمارے ٹھوٹوں نے بہت غور و خوض کیا ہے۔ کوئی اس
فرق کا سبب پر ملتا کو سمجھتا ہے۔ کوئی اسے سیاہ بک ڈھانچہ کی
بدانتظامی بتلایا ہے۔ اور کسی کا کہنا ہے۔ کہیں عربی قریب تادوں کی مہربانی
ہے۔ مگر اپنے اور سیتھ کے پچھاتے سورج منگل سورجی بھلکوان جہا ویر
سے جب اس امتیاز کا سبب پوچھا لیا تب انہوں نے اس فرق کی وجہ کرم
بتلایا۔ کرم کی ہی تشریح چل رہی ہے۔ کرم آٹھ ہوتے ہیں۔ سات کروں
کی تشریح کی جا چکی ہے۔ آٹھویں کرم کا درجن کیا جا رہا ہے۔ بھلکوان جہا ویر
نے اس کرم کے اس آٹھویں بھید کا نام انترائے کرم (انترائے کرم) (۱۴-۱۵)
بتلایا ہے۔ انترائے شب و گعن (شب و گعن) رکاوٹ بادھا (بادھا)
کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کرم کی بدولتا زندگی میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑے۔
دان لایہ وغیرہ کاموں کے اندر ناکامیاپنی کامنہ دیکھنا پڑے اُسے انترائے
کرم کہتے ہیں۔ بھلکوان ہماری نے انترائے کرم کے پارچ بھید بتلائے ہیں۔
ہر مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ دان انترائے کرم :- دان دینے کے لئے ہر چیز موجود ہے۔ دان لینے والا
بھی یہ اس پر اپنے گن دان ہے۔ داتا دان کے پھل کو سمجھتا ہے۔ لیکن اس
کرم کی بدولت دان کرنے کا خصلہ نہیں پڑتا۔

۲۔ لا مجھ انترائے کرم :- داتا غریب ہی سے چیزیں بھی حاصل ہیں۔ مانگنے والا
مانگنے کا طرز بھی خوب جانتا ہے۔ پھر بھی اس کرم کی بدولت جیو کو نابھیں ہر پاتا۔
۳۔ بھوٹ انترائے کرم :- ج پدار تھے ایک بار بھوٹ کا جلدی میسے بھوٹ

کہتے ہیں۔ جیسے پہل جملہ وغیرہ۔ بڑ کے سادھن موجود ہیں، بھوگ نہ دالا
اُن کا بھوگ بھی کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کرم کی بدولت بعد گیہ و متوجہ کی بھوگ نہیں کر سکتا۔
۲۔ اُپ بھوگ انترائے کرم: جن پدار تھوں کا بار بار استعمال کیا جاتے اُنہیں اپ
بھوگ کہتے ہیں۔ جیسے مکان۔ پٹرا۔ زیور وغیرہ۔ اُپ بھوگ کی سامگردی موجود ہے۔
اُسے لینے کی اچھا بھی ہو مگر اس کرم کی بدولت جیوان کا استعمال نہیں کر پاتا۔
۳۔ ویرید انترائے کرم (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) کا مطلب
ہے شکنی۔ بلوان۔ تدرست اور جوان ہوتا بھی ہو، انسان اس کرم کی بدولت
کمزور مزین اور بُلھا سانظر آتا ہے۔ ہلکے سے ہلکے کام کو بھی اچھی طرح سے
نہیں کر پاتا۔

انترائے کرم کیسے باندھا جاتا ہے؟ انترائے کرم کیا ہوتا ہے؟ اس
کا کیا مطلب ہے؟ اور کتنے پیکار کا ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں وچار
کیا جا چکا ہے۔ اب انترائے کرم کیسے باندھا جاتا ہے؟ اس سوال کا
جواب دیتے ہوئے کچھ وچار کریں گے۔ بھلوان جہاد یعنی ماتھے ہیں مک انترائے
کرم کا بندھ پاسخ وجہات سے ہوتا ہے (۱) دان دینے یادوں میں
رکاوٹ (۲) (۳) کری شخص کو کچھ لا جو یعنی نامہ ہوتا ہو۔ اس میں رکاوٹ
ہنچانا (۴) کسی کو کھانے اور پینے کی چیزیں حاصل ہو رہی ہوں یہ چیزیں
اُسے نہ مل سکیں۔ ایسے حالات پیدا کرنا (۵) کوئی آدمی کسی کی غریبی
پر حرم کھا کر اُسے مکان دیتا ہے۔ دوکان سنبھاٹتا ہے۔ اُس کے لئے کپڑوں
وغیرہ کا انتظام کرتا ہے۔ ایسے شجوں کاموں میں دیواریں کر کھڑے ہو جانا۔

(۱) کسی آدمی کی طاقت کو دیکھ کر حسد کرنا۔ اُسے کوئی ایسی چیز کھلا دینا بھی
سلکے ۵ اپنی طاقت کھو بیٹھے۔

انترائے کرم مندرجہ بالا پاسخ کارنوں سے باندھا جاتا ہے۔ اور
پاسخ (۱) اس کا بھگستان ہوتا ہے (۱) بھوگان انترائے کرم
اونٹا ہے (۲) دان کرنے کا سُنہری مودعہ حاصل ہونے پر بھی دان دینے کا لابھ
ہیں۔ سلکے (۳) لا جد کامو قسم پلٹنے پر بھی اُس سے فائدہ نہیں مٹھا سکتا۔

(۴) بھوگ انترائے کرم باندھنے سے بے شک کھانے پینے کی چیزوں سے
ہنڈا رہمے رہیں لیکن جیوان کا استعمال نہیں کر پاتا۔ دنیا میں ایسے لوگ
بھی پہنچ لاؤکھوں یا کروڑ پیشی بھی ہیں۔ مگر فاکٹریوں نے کہہ رکھا ہے کہ
دوں۔ کی دال کی کڑھی کے سوا آپ کچھ کھانہیں سکتے۔ یہ سب کچھ بھوگ انترائے
کرم اُسی کی بدولت ہوتا ہے۔ (۵) اُپ بھوگ انترائے کرم جب جیور
ٹاپ ہوتا ہے۔ تب زرد چور و زین کے موجود ہونے پر بھی دوہ ان کا
استعمال نہیں کر پاتا۔ بہت بڑے سرمایہ دار ایسے پھٹے پرانے کپڑے پہنے
اُس سے دیکھنے والے کو ایسا لگ کر کوئی منتگھا ہے۔

انترائے کرم آٹھواں اور آٹھی کرم ہے۔ جب اس کی گھرائی کے ساتھ
بھاٹا کرتے ہیں۔ تو ایک بہت بڑا از ہمارے سامنے آتا ہے۔ وہ رازیہ
کہ: کسی کا کچھ بکاٹنا اپنا بکاٹنا ہے کہ اور کسی کا کچھ بنانا اپنا بنانے ہے؟
بھوگ کی کون قسمان پہنچاتا ہے۔ کسی کے نتھے ہوئے کام کو بکاٹنا ہے۔
اُسی لائق میں روڑتے تکھیرتے ہے۔ وہ اپنان قسمان گرتا ہے۔ اپنی عاقبت

پکاڑتا ہے۔ اپنے باتوں سے اپنی زندگی کی جڑوں کو کھو کھلانا تھے، میں
لئے شرم بھلوان جہا ویر سوامی فرماتے ہیں۔ کہ انترائے کرم کو بھجو اس کے
سر و پ کو بھجو کر کسی کے راستے میں انترائے یعنی روکا و ط بنتے کی کوشش
نہ کرو۔ اگر آج تم کسی کے راستے میں رکاوٹ میں طالع ہو تو وقت دو رہیں
کہ جب رکاوٹ کی آگ بٹا رے جیون کے بغایچہ کو جلا کر خاک بنا دیں۔
اس لئے کسی کے راستے میں رکاوٹ نہ بخوا رہ جاں تک بن سکے دوسروں
کے راستے میں پڑتی ہوئی روکاوٹ کو جیانے میں مدد کار بخوا۔ بھلوان
ہمارے کے سیفام کو اگر اپنے شبدوں میں بیان کریں تو شاعر کا دھی ضغیر یاد آیا
ہے جو پھیلے اپ کو سُنایا گیا۔ ایک بار پھر اپنے دلوں کی تھی پر نوٹ کرو۔

یدی جعلکسی کا کرنے سکو تو ہر اکسی کامت کرنا
امرت نہ بلانے کو گھر میں تو نہ بلانے سے ڈانا

دیلے تو ہندوستان کے ہر ہاپر شے نے اپنے اپنے ڈھنڈ سے کرم
نلا سُقی کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی چکے۔ مگر جب ہم بھارتیہ درشن کا گزری
سے ہٹالا کرتے ہیں تو ہر بنا کسی جھوک کے قبول کرنا پڑتا ہے۔ کچھ بیسوں تیرضیں
بھلوان جہا ویر نے کرم سدھانت کو لے کر جو روشنی ڈالو ہے اور گہرا کے ساتھ
کرم سدھانت کی گھنیوں اور الجھنوں کو سمجھنے کی ہو کوشش ہے کسی اور مجھ دھکھانی
نہیں دیتی۔ جیسے ساہیہ کے بہت بڑے چھتے کو کرم سدھانت کی روپ ریکھانے
لگھیر رکھا ہے۔ اگر اس پر اچھی طرح وچار کیا جائے تو صرف ایک کرم کی تشریع
پڑا رہا یعنی نامنچی ہے میں سے صاف ظاہر ہے کہ آٹھ کر میں کی تشریع کیلئے کتنا بڑا
کرنے کا تیار ہو سکتا ہے؟

کرموں کا چیل تو پاہا مر پڑیا

یہ کرموں کا چیل تو پاہا پڑے گا
چاندی لئے۔ چیل سوتا پہلے قسمت کا کامہا دکھ تو اٹھا ناپڑیا
کچھ دھوپ بیاں پی۔ کچھ بیاں پچھا بیا
سمجھے لے یہ کرموں کی ساری ہے ما یا
دھوپ بچاؤں کے اس کھل میں تو ہر دم تجھ کو مسکانا پڑیا۔ یہ کرموں ...
نہ رہتی کسی ایک ہی یہ دنیا
کسی کو مسکھیا کسی کوئی دکھیا
سر پر چڑھا یہ اپنا فرضہ تو سب کو چکانا پڑیا۔ یہ کرموں ...
نہ کرموں کے آگے کوئی پیش چلتی
یہ کرموں کی ریکھاڑ ڈالے سے نتی
یہ حساب تو سنس کے یارو کے سب کو بھگتا ناپڑیا۔ یہ کرموں ...
جو چاہے بیاں پر خوشیاں منا
نہ ہرگز کسی کا دل تو دکھا
نہیں تو تجھے اک دن بیاں خود بھی انسو بہا ناپڑے گا
یہ کرموں کا چیل تو پاہا پڑیا